

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

آیت ۲۴

منکوحہ خاتون سے نکاح کی ممانعت

اور (حرام کی گئیں تم پر) شوہر والی عورتیں	وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ
سوائے اُن کے جن کے مالک ہوں تمہارے دائیں ہاتھ (یعنی کنیزیں)	إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ
یہ اللہ کا حکم ہے تمہارے لیے	كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ
اور حلال کر دی گئیں ہیں تمہارے لیے (خواتین) جو ان کے علاوہ ہیں	وَأُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَّرَاءَ ذَٰلِكُمْ
تاکہ تم حاصل کرو (انہیں) اپنے مال کے ذریعہ پاک دامن بن کر	أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ
نہ کہ لذت لینے والے بن کر	غَيْرَ مُسْفِحِينَ
پھر جو تم نے لطف اٹھایا ہے اس (مال) کے ذریعہ اُن سے	فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ
تو دوا نہیں اُن کے مہر جو طے شدہ ہیں	فَأُولَٰئِهِنَّ أُجُورُهُنَّ فَرِيضَةً
اور کوئی گناہ نہیں ہے تم پر اُس میں تم راضی ہو جاؤ جس پر مہر مقرر کرنے کے بعد	وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا تَرَضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ

إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿۲۴﴾

بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔

اس آیت میں ارشاد ہوا کہ ایسی خاتون سے بھی نکاح حرام ہے جو کسی کے نکاح میں ہو۔ ہاں اگر منکوحہ خاتون کا شوہر فوت ہو جائے یا وہ اُسے طلاق دے دے تو عدت کے بعد اُس خاتون سے نکاح کیا جاسکتا ہے۔ البتہ اگر کوئی منکوحہ خاتون مالِ غنیمت میں سے کنیز بن کر کسی کی ملکیت میں آگئی ہے تو اُس سے تعلق قائم کیا جاسکتا ہے۔ آیت ۲۳ اور اس آیت میں بیان کی گئی محرمات کے علاوہ دیگر خواتین سے نکاح ہو سکتا ہے بشرطیکہ انہیں طے شدہ مہر ادا کیا جائے اور ارادہ گھر بسانے کا ہونہ کہ محض وقتی لذت لینے کا۔ اگر بیوی طے شدہ مہر میں سے دلی رضامندی سے کچھ چھوڑ دے تو کوئی حرج نہیں۔

آیت ۲۵

کنیز سے نکاح کرنے کی سہولت

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ	اور جو نہ رکھتا ہو طاقت تم میں سے مالی طور پر کہ نکاح کرے آزاد مومن عورتوں سے
فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ	تو (نکاح کر لے) اُن میں سے جن کے مالک ہیں تمہارے دائیں ہاتھ مومن کنیزوں میں سے
وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِكُمْ	اور اللہ زیادہ جانتا ہے تمہارے ایمان کو
بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ج	تم میں سے کچھ دوسروں سے ہیں
فَأَنْكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ	پس نکاح کرو اُن سے اُن کے مالکوں کی اجازت سے
وَأَتُوهُنَّ أَجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ	اور دو انہیں اُن کے مہر بھلے طریقے پر

وہ پاکدامنی اختیار کرنے والی ہوں	مُحْصَنَاتٍ
محض لذت لینے والی نہ ہوں	غَيْرِ مُسْفِحَاتٍ
اور نہ ہی کوئی چھپی دوستی کرنے والی ہوں	وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ
تو جب وہ قیدِ نکاح میں آجائیں	فَإِذَا أُحْصِنَ
پھر اگر وہ ارتکاب کریں بدکاری کا	فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ
تو اُن پر نصف ہے اُس کا جو آزاد عورتوں کے لیے سزا ہے	فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ
یہ (کنیز سے نکاح کی اجازت) اُس کے لیے ہے جو ڈرتا ہو گناہ میں پڑنے سے تم میں سے	ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ
اور اگر تم صبر کرو تو یہ بہتر ہے تمہارے لیے	وَأَنْ تَصْبِرُوا خَيْرٌ لَّكُمْ
اور اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔	وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝۴

اس آیت میں فرمایا کہ اگر آزاد مسلمان عورت سے نکاح کی مالی حیثیت نہ ہو تو گناہ سے بچنے کے لیے کسی مسلمان کنیز سے اُس کے مالک کی اجازت سے نکاح کر لیا جائے۔ کنیز سے نکاح میں مالی بار کم پڑتا تھا کیونکہ اُس کا مہر کم مقرر ہوتا تھا اور اُس کا خرچ مالک برداشت کرتا تھا۔ کنیز کو کم تر نہ سمجھا جائے، ممکن ہے وہ ایمان کے اعتبار سے بلند درجہ پر ہو۔ نکاح کے بعد کنیز، مالک کی خدمت تو کر سکتی ہے لیکن اُس کا جنسی تعلق صرف شوہر کے ساتھ ہوگا۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ صبر ہی کیا جائے اور کنیز سے نکاح نہ کیا جائے۔ کنیز اپنے سابقہ پس منظر سے اُس طرح پاکدامن نہیں ہو سکتی جس طرح آزاد عورت ہو سکتی ہے۔ پھر کنیز سے پیدا ہونے والی اولاد، کنیز کے مالک کی غلام ہوگی۔ اولاد کو غلامی سے بچانے کے لیے کنیز سے نکاح مناسب نہیں۔

آیات ۲۸ تا ۲۶

شریعت اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مظہر ہے

یُرِيدُ اللَّهُ لِيُذَيِّبَنَّ لَكُمْ	چاہتا ہے اللہ کہ واضح کر دے تمہارے لیے (ہدایت)
وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ	اور رہنمائی دے تمہیں اُن کے راستوں کی جو تم سے پہلے تھے
وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ	اور نظرِ کرم فرمائے تم پر
وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٢٦﴾	اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔
وَاللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْكُمْ	اور چاہتا ہے اللہ نظرِ کرم فرمائے تم پر
وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ	اور چاہتے ہیں وہ جو پیروی کر رہے ہیں اپنی خواہشات کی
أَنْ تَمِيلُوا مِيلًا عَظِيمًا ﴿٢٧﴾	کہ تم ہٹ جاؤ (سیدھی راہ سے) بہت دور ہٹتے ہوئے
يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ	چاہتا ہے اللہ کہ ہلکا کر دے تم سے (بوجھ)
وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا ﴿٢٨﴾	اور پیدا کیا گیا ہے انسان کمزور۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دو مظاہر بیان کیے گئے۔ ایک یہ کہ اُس نے ایسی شریعت عطا فرمائی جس پر عمل سے معاشرہ کے ہر فرد کے مال، جان اور آبرو کو تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ دوسرا یہ کہ اُس نے ماضی کے واقعات کے بیان سے انسان کو شریعت پر عمل کی برکات اور اُس کے اچھے انجام سے آگاہ فرمایا اور شریعت کو ترک کرنے کے نقصانات اور اُس کے برے انجام سے بھی خبردار کیا۔ شریعت کے مقابلہ میں جو لوگ خواہشاتِ نفس کی پیروی کرتے ہیں وہ انسانوں کو شریعت سے دور ایسے راستہ کی طرف

لے جانا چاہتے ہیں جس میں وقتی لذت تو ہے لیکن اُس سے دنیا کا امن بھی برباد ہوتا ہے اور آخرت میں بھی دردناک عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ انسان فطرتاً کمزور ہے لہذا شریعت میں انسان کی سہولت کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ شریعت پر عمل کی صورت میں انسان کو ایسی سہولت حاصل ہوتی ہے جو گمراہ کن عقائد، بے جا رسومات اور لغویات کے بوجھ سے انسان کو آزاد کر دیتی ہے۔

آیات ۳۰ تا ۳۹

مال اور جان کی حرمت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ	نہ کھاؤ اپنے مال آپس میں باطل طریقہ سے
إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ	سوائے اس کہ ہو تجارت باہمی رضامندی سے تم میں
وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ	اور نہ قتل کرو اپنی جانوں کو
إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۝٢٩	بے شک اللہ تمہارے حق میں بہت مہربان ہے۔
وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ عُدَاوًا وَظُلْمًا	اور جس نے ایسا کیا زیادتی اور ظلم کرتے ہوئے
فَسَوْفَ نُصَلِّيهِ نَارًا ۝٣٠	تو عنقریب ہم ڈال دیں گے اُسے آگ میں
وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝٣١	اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔

ان آیات میں مال اور جان کی حرمت کا ذکر ہے۔ فرمایا کہ کسی کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ ناحق مال کھانے سے مراد یہ ہے کہ کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر یا اُسے دھوکہ دے کر یا زبردستی کر کے اُس سے مال لے لیا جائے۔ جان کی حرمت کے حوالے سے تلقین کی گئی کہ اپنی جانوں کو قتل نہ کرو۔ اس کے تین مفہوم ممکن ہیں۔ پہلا یہ کہ دوسروں کا مال ناجائز طور پر کھانا خود اپنے آپ کو

ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ دنیا میں اس سے معاشرے میں ایسی بے برکتی اور نحوست پیدا ہوتی ہے جس کے برے نتائج سے حرام خور خود بھی نہیں بچ سکتا۔ پھر آخرت میں وہ حرام خوری کی وجہ سے جہنم کے دائمی عذاب کا شکار ہوگا۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کو قتل نہ کرو۔ تیسرا مفہوم یہ ہے کہ خود کشی نہ کرو۔ آخر میں ارشاد ہوا کہ جس نے جان بوجھ کر اور سرکشی سے یہ جرائم کیے تو اللہ تعالیٰ اُسے جہنم میں داخل کرے گا اور ایسا کرنا اُس کے لیے کچھ مشکل نہیں۔

آیت ۳۱

بڑے گناہوں سے بچو 'چھوٹے گناہ معاف کر دیے جائیں گے

اگر تم بچتے رہو اُن میں سے بڑے گناہوں سے، تمہیں روکا جا رہا ہے جن سے	إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ
ہم دور کر دیں گے تم سے تمہاری چھوٹی برائیاں	نُكْفِرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ
اور ہم داخل کریں گے تمہیں عزت والے مقام میں۔	وَنُدْخِلْكُمْ مَدْخَلًا كَرِيمًا ﴿۳۱﴾

یہ آیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑی بشارت لیے ہوئے ہے۔ اس آیت میں خوشخبری دی گئی کہ انسان اگر کبیرہ گناہوں سے بچے گا تو اللہ سبحانہ تعالیٰ اُس کے صغیرہ گناہ خود ہی معاف فرما دے گا اور اُسے بڑے عزت والے مقام میں داخل فرمائے گا۔ کبیرہ گناہوں سے مراد ہے فرائض و واجبات کا ترک کرنا اور حرام میں ملوث ہونا۔ مروجہ خانقاہی نظام یا محدود مذہبی تصور کے تحت انسان نوافل پر توجہ دیتا ہے لیکن فرائض سے غفلت برت رہا ہوتا ہے۔ عام برائیوں سے بچتا ہے لیکن حرام میں ملوث ہو جاتا ہے۔ کماتا حرام سے ہے لیکن کھاتا سنت طریقہ سے ہے۔ گویا مچھر چھانتا ہے اور پورے پورے اونٹ نگل جاتا ہے۔ اس آیت کا پیغام یہ ہے کہ فرائض و واجبات ادا کرو، حرام سے بچو، چھوٹی خطائیں خود بخود معاف کر دی جائیں گی۔

آیت ۳۲

دوسروں سے حسد مت کرو

اور آرزو نہ کرو اُس کی فضیلت دی ہے اللہ نے جس میں تم میں سے بعض کو بعض پر	وَلَا تَتَّبِعُوا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ ط
مردوں کے لیے حصہ ہے اُس میں سے جو انہوں نے کمایا	لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا
اور عورتوں کے لیے حصہ ہے اُس میں سے جو انہوں نے کمایا	وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ
اور مانگتے رہو اللہ سے اُس کے فضل میں سے	وَسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ ط
بے شک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔	إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝۳۲

اس آیت میں بڑی اہم اخلاقی ہدایت دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو یکساں نہیں بنایا۔ کسی کو ایک اعتبار سے فضیلت دی ہے اور دوسرے کو دوسرے اعتبار سے۔ کسی کی خوبی دیکھ کر حسد نہیں کرنا چاہیے۔ حسد کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو فضل انسان کو جائز طریقوں سے حاصل نہیں ہوتا، اُسے وہ ناجائز تدبیروں سے حاصل کرنے پر اتر آتا ہے اور معاشرے میں فساد برپا کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں اسی رویہ سے بچنے کی ہدایت فرما رہے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ جو فضل اللہ تعالیٰ نے دوسروں کو دیا ہو اُس کی تمنانہ کرو۔ ہاں اُس سے فضل کی دعا کرتے رہو۔ وہ جس فضل کو اپنے علم و حکمت سے تمہارے لیے مناسب سمجھے گا عطا فرمادے گا۔ اس نصیحت کو سامنے رکھنے سے انسان نہ صرف انفرادی زندگی میں پیچ و تاب سے بچ جاتا ہے بلکہ اُسے اجتماعی زندگی میں بھی بڑا امن اور سکون نصیب ہو جاتا ہے۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ دنیا کی فضیلتیں عارضی ہیں۔ اصل نتیجہ ظاہر ہو گا روزِ قیامت۔ وہ نتیجہ نکلے گا انسان کے عمل کے اعتبار سے۔ مردوں کو اُن کے اعمال کا بدلہ ملے گا اور عورتوں کو اُن کے اعمال کا۔ وہاں مرد یا عورت سے اُن کی جنس

کے اعتبار سے کوئی امتیاز نہیں برتا جائے گا۔ جو زیادہ نیکیاں کرے گا وہ ہی اونچا مقام حاصل کر سکے گا۔ ہر حال میں راضی برضائے رب رہنا اور آخرت کی تیاری کے لیے محنت کرتے رہنا ہی اصل دانشمندی ہے۔

آیت ۳۳

قانونِ وراثت حکمت اور عدل کے مطابق ہے

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ	اور ہر ایک کے لیے ہم نے مقرر کر دیے ہیں وارث
مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ	اُس مال میں جو چھوڑ جائیں ماں باپ اور زیادہ قرابت دار
وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ	اور وہ لوگ جنہیں پابند کر لیا ہے تمہارے عہد و پیمان نے
فَأَتْوَهُمْ نَصِيبَهُمْ ^ط	تو دو انہیں اُن کا حصہ
إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ^{۳۳}	بے شک اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔

پ

میراث کا قانون اس سورہ مبارکہ کی آیات ۱۱ اور ۱۲ میں بیان ہو چکا ہے۔ اس آیت میں ایک بار پھر اس قانون کا ذکر اس لیے کیا گیا کہ جب میراث میں مردوں کا دوہرا حصہ مقرر ہوا تو بعض عورتوں نے یہ تمنا کی کہ ہم مرد ہوتے تو ہمیں بھی دوہرا حصہ ملتا۔ اس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ میراث کے قانون میں جو حصے مقرر کئے گئے ہیں وہ عین حکمت اور عدل کے مطابق ہیں۔ انسانی عقل ہر شے کی اُس مصلحت یا نقصان کا احاطہ نہیں کر سکتی جو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ قانون میں ملحوظ ہیں۔ اس لیے جو حصہ کسی کے لیے مقرر کر دیا گیا ہے اُسے اُسی پر راضی رہنا اور شکر گزار ہونا چاہیے۔ وراثت کے احکامات پر خوشدلی سے عمل کرنا چاہیے اور ہر وارث کو اُس کا طے شدہ حق ادا کرنا چاہیے۔ ورثاء کے علاوہ اگر کسی سے کوئی عہد کیا ہے تو اُسے بھی پورا کرنے کا حکم دیا گیا۔ یہ حکم

ابتدا میں دیا گیا تھا۔ بعد میں اسے منسوخ کر دیا گیا۔ اب اگر دوسرے ورثاء موجود ہوں تو دو شخصوں کے باہمی معاہدہ کا میراث پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔

آیات ۳۴ تا ۳۵

نیک بیوی اپنے شوہر کی تابعدار ہوتی ہے

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ	مرد عورتوں پر نگران ہیں
بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ	اس لیے کہ فضیلت دی ہے اللہ نے اُن میں سے کچھ کو دوسروں پر
وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ ^ط	اور اس لیے کہ مرد خرچ کرتے ہیں اپنے مال میں سے
فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ	پس نیک عورتیں فرمانبردار ہیں (اپنے شوہروں کی)
حَافِظَاتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ ^ط	حفاظت کرنے والیاں ہیں (ناموس کی) غیر حاضری میں (شوہروں کی) جیسے کہ حفاظت کی ہے اللہ نے
وَالَّتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ	اور وہ عورتیں تم ڈرتے ہو جن کی نافرمانی سے
فَعِظُوهُنَّ	سو نصیحت کرو انہیں
وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ	اور (نہ مانیں تو) الگ ہو جاؤ اُن سے بستروں میں
وَاضْرِبُوهُنَّ ^ج	اور (پھر بھی نہ مانیں تو) مارو انہیں
فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ	پھر اگر وہ کہنا مانیں تمہارا

فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا ^ط	تو نہ تلاش کرو اُن پر کوئی راہ (زیادتی کی)
إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا كَبِيرًا ^{۳۳}	بے شک اللہ بہت بلند، بہت بڑا ہے۔
وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا	اور اگر تم ڈرو مخالفت سے اُن دونوں کے درمیان
فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ	تو مقرر کرو ایک منصف شوہر کے گھروالوں سے
وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا ^ج	اور ایک منصف بیوی کے گھروالوں سے
إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا	اگر وہ دونوں چاہیں گے اصلاح
يُوفِّقَ اللَّهُ بَيْنَهُمَا ^ط	موافقت پیدا فرمادے گا اللہ اُن دونوں کے درمیان
إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا ^{۳۵}	بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا، خوب باخبر ہے۔

ان آیات میں آگاہ کیا گیا کہ شوہر کو بیوی پر ایک درجہ فضیلت دے کر گھر کا سربراہ بنایا گیا ہے کیونکہ اُس کی ذمہ داری ہے خاندان کے تمام اخراجات برداشت کرنا۔ نیک بیویاں اپنے شوہروں کی تابعدار ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے سہارے شوہر کے مال، اولاد، بستر، راز اور آبرو کی حفاظت کرتی ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا گیا عورتوں میں کون سی عورت اچھی ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

"جو اپنے شوہر کو خوش کرے جب بھی وہ اس کی طرف دیکھے اور اُس کا کہنا مانے جب بھی وہ کوئی حکم دے (جو خلافِ شرع نہ ہو) اور اپنی جان اور مال سے ایسا کام نہ کرے جو شوہر کو برا لگے"۔ (نسائی)

البتہ اگر کوئی بیوی شوہر کی اطاعت نہ کرے تو اُسے سمجھاؤ۔ نہ سمجھے تو بستر سے علیحدہ کر دو۔ پھر بھی اصلاح نہ ہو تو ہلکی سی سرزنش کرو یعنی منہ پر نہ مارو، ایسی مار نہ مارو جس سے کوئی زخم آجائے یا کوئی ہڈی پسلی ٹوٹ جائے۔ اگر اب بھی بات نہ بنے تو شوہر اور بیوی

دونوں کے خاندانوں سے ایک ایک حکم چن لیا جائے۔ یہ دونوں حکم صلح کرانے کی کوشش کریں۔ اگر نیت صاف ہوگی تو اللہ تعالیٰ موافقت کی صورت پیدا فرمادے گا۔

آیات ۳۶ تا ۳۷

اسلام کی معاشرتی تعلیمات کا خلاصہ

وَاعْبُدُوا اللَّهَ	اور بندگی کرو اللہ کی
وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا	اور شریک نہ کرو اُس کے ساتھ کسی کو
وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا	اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو
وَبِذِي الْقُرْبَىٰ	اور قرابت داروں کے ساتھ
وَالْيَتَامَىٰ	اور یتیموں کے ساتھ
وَالْمَسْكِينِ	اور محتاجوں کے ساتھ
وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ	اور قرابت دار پڑوسی کے ساتھ
وَالْجَارِ الْجُنُبِ	اور اجنبی پڑوسی کے ساتھ
وَالصَّاحِبِ بِالْجَنُبِ	اور پاس بیٹھنے والے کے ساتھ
وَابْنِ السَّبِيلِ ۝	اور مسافروں کے ساتھ
وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ	اور اُن کے ساتھ جن کے مالک ہیں تمہارے دائیں ہاتھ (یعنی کنیزیں اور غلام)

بے شک اللہ پسند نہیں فرماتا اُسے جو ہوا ترانے والا، بڑائی کرنے والا۔	إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا ۝۲۱
یہ وہ ہیں جو بخل کرتے ہیں	الَّذِينَ يَبْخُلُونَ
اور حکم دیتے ہیں لوگوں کو بخل کا	وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ
اور چھپاتے ہیں اُسے جو دیا ہے انہیں اللہ نے اپنے فضل سے	وَيَكْتُمُونَ مَا أَنشَأَ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ط
اور ہم نے تیار کیا ہے کافروں کے لیے ذلت والا عذاب۔	وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ۝۲۲

سورۃ البقرۃ آیت ۸۳ کے بعد اب ان آیات میں دوسری بار اسلام کی معاشرتی تعلیمات کا خلاصہ بیان کیا جا رہا ہے۔ ان تعلیمات کے مطابق :

- i- عبادت یعنی بندگی صرف اللہ تعالیٰ کی کرو۔
- ii- والدین، قرابت داروں، یتیموں، محتاجوں، رشتہ دار پڑوسیوں، اجنبی پڑوسیوں، ساتھ بیٹھنے والوں، مسافروں، کنیزوں اور غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔
- iii- اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پسند نہیں فرماتا جو خود کو کچھ سمجھتے ہیں اور اپنی بڑائیاں بیان کرتے رہتے ہیں۔
- iv- کنجوسی مت کرو اور نہ دوسروں کو کنجوسی کا مشورہ دو۔
- v- اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو مت چھپاؤ۔ مسند احمد میں روایت ہے کہ "اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو نعمت دیتا ہے تو وہ پسند کرتا ہے کہ اس نعمت کا اثر بندے پر ظاہر ہو"۔ یعنی اُس کے کھانے پینے، رہن سہن، لباس، گھر وغیرہ سے اللہ کی دی ہوئی اُس نعمت کا اظہار ہوتا رہے۔

آیات ۳۸ تا ۴۰

ریا کاری اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان کی نفی ہے

وَالَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ رِئَاءَ النَّاسِ	اور وہ جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال لوگوں کو دکھانے کے لیے
وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ ط	وہ ایمان نہیں رکھتے اللہ پر اور نہ ہی آخرت کے دن پر
وَمَنْ يَكُنِ الشَّيْطَانُ لَهُ قَرِينًا	اور ہو شیطان جس کا ساتھی
فَسَاءَ قَرِينًا ۝۳۸	تو وہ برا ساتھی ہے۔
وَمَا ذَا عَلَيْهِمْ لَوْ آمَنُوا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ	اور کیا آفت آجاتی اُن پر اگر وہ ایمان لے آتے اللہ اور آخرت کے دن پر
وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللَّهُ ط	اور خرچ کرتے اُس میں سے جو رزق دیا ہے انہیں اللہ نے
وَكَانَ اللَّهُ بِهِمْ عَلِيمًا ۝۳۹	اور اللہ اُن سے خوب واقف ہے۔
إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ج	بے شک اللہ ظلم نہیں کرتا ایک ذرے کے برابر
وَأِنْ تَكَ حَسَنَةً يُّضْعِفْهَا	اور اگر ہو کوئی بھلائی تو کئی گنا کر دیتا ہے اُسے
وَيُؤْتِ مَنْ لَّدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا ۝۴۰	اور عطا فرماتا ہے اپنے پاس سے شاندار بدلہ۔

یہ آیات ہدایت دے رہی ہیں کہ ہمارے ہر عمل کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کی فلاح کا حصول ہونا چاہیے۔ جو انسان دکھاوے کے لیے نیک کاموں پر مال خرچ کرتا ہے گویا وہ نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے اور نہ آخرت پر۔ وہ دنیا والوں ہی سے عمل

کی تحسین کا طلب گار ہے۔ یہ کتنی بڑی بد نصیبی ہے کہ انسان نیکی کرنے کے باوجود نیت کی خرابی کی وجہ سے نہ صرف اجر سے محروم رہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مجرم قرار پائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت کا مظہر ہے کہ اُس نے ہمیں نہ صرف نیکی کے کاموں سے آگاہ فرمایا بلکہ نیکی کو برباد ہونے سے بچانے کے لیے اخلاصِ نیت اور دیگر احتیاطوں کی بھی تعلیم دی۔ پھر جو انسان اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہدایات کے مطابق نیکی کرتا ہے تو وہ اُسے روزِ قیامت نہ صرف نیکی کا کئی گنا اجر عطا فرمائے گا بلکہ اپنی طرف سے مزید انعامات سے بھی نوازے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۱ تا ۴۲

اللہ کے رسول ﷺ کی اپنی امت کے خلاف گواہی

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ	تو کیا حال ہو گا جب ہم لائیں گے ہر امت پر ایک گواہ
وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا ۝۴۱	اور (اے نبیؐ) ہم لائیں گے آپؐ کو ان سب پر گواہ بنا کر۔
يَوْمَئِذٍ يَوْمُ الَّذِينَ كَفَرُوا	اُس روز چاہیں گے وہ جنہوں نے کفر کیا
وَعَصَوْا الرُّسُولَ	اور نافرمانی کی رسولؐ کی
لَوْ تَسَوَّى بِهِمُ الْأَرْضُ ۝۴۲	کاش برابر کر دی جائے اُن پر زمین
وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا ۝۴۳	اور وہ چھپانہ سکیں گے اللہ سے کوئی بات۔

پ

ان آیات میں لرزا دینے والا مضمون بیان ہوا ہے۔ روزِ قیامت ہر امت پر اُس کے رسول بطور گواہ لائے جائیں گے اور نبی کریم ﷺ کو اپنی امت کے خلاف گواہ کے طور پر لایا جائے گا۔ آپ ﷺ کو ابھی دیں گے کہ اے اللہ! میں نے ان تک آپ کا دین پہنچا دیا تھا۔ اب ان کی ذمہ داری ہے کہ عمل کیا یا نہیں؟ آپ ﷺ کو اپنی امت سے انتہائی محبت تھی لہذا ایک بار جب یہ آیت آپ ﷺ کے سامنے تلاوت کی گئی تو آپ ﷺ کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔ آیت ۴۲ میں ارشاد ہوا کہ جن لوگوں نے

اللہ کے رسول ﷺ کی رسالت کا انکار کیا یا آپ ﷺ کی نافرمانی کی اور قیامت احساسِ ندامت سے وہ چاہیں گے کہ زمین پھٹ جائے، وہ اُس میں دفن ہو جائیں اور پھر زمین اُن کے اوپر برابر کر دی جائے۔ اُن کی یہ تمنا پوری نہ ہوگی اور اُنہیں اپنے کیے کا وبال چکھنا ہوگا۔

آیت ۴۳

شراب کی حرمت کے حوالے سے دوسرا حکم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ	مت قریب جاؤ نماز کے جبکہ تم نشہ کی حالت میں ہو
حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ	یہاں تک کہ تم سمجھ رہے اُسے جو کہہ رہے ہو
وَلَا جُنْبًا	اور نہ ہی ناپاک ہوتے ہوئے (نماز کے قریب جانا)
إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ	سوائے اس کے کہ تم راستہ عبور کرنے والے ہو
حَتَّىٰ تَغْتَسِلُوا	یہاں تک کہ تم غسل کر لو
وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ	اور اگر تم ہو بیمار
أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ	یا ہو سفر پر
أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُم مِّنَ الْغَايَةِ	یا آئے کوئی تم میں سے قضائے حاجت سے
أَوْ لَسْتُمْ مِنَ النِّسَاءِ	یا تم نے تعلق قائم کیا ہو بیویوں سے
فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً	پھر تم نہ پاؤ پانی

فَتَيَسَّرُوا صَعِيدًا طَيِّبًا	تو تیمم کر لیا کرو پاک مٹی سے
فَامْسَحُوا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيكُمْ ط	پس مسح کر لیا کرو اپنے چہروں اور ہاتھوں کا
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝۴۲	بے شک اللہ بہت معاف فرمانے والا، بڑا بخشنے والا ہے۔

سورة البقرة آیت ۲۱۹ میں یہ مضمون آیا تھا کہ شراب میں گناہ بھی ہے اور فائدہ بھی۔ گناہ زیادہ ہے اور فائدہ کم۔ اب اس آیت میں فرمایا کہ جب شراب نوشی کی وجہ سے تم نشہ کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب مت جاؤ۔ نماز اُس وقت پڑھو جبکہ تم پورے ہوش و حواس میں ہو اور جانتے ہو کہ تم نماز میں کیا پڑھ رہے ہو؟ شراب کو ہمیشہ کے لیے حرام کرنے کا حکم سورہ مائدہ آیات ۹۰ اور ۹۱ میں آیا ہے۔ اس آیت میں مزید حکم دیا گیا کہ ناپاکی کی حالت میں نماز پڑھنا یا مسجد میں جانا منع ہے۔ اگر پانی دستیاب نہ ہو تو وضو اور غسل کے قائم مقام کے طور پر پاک مٹی سے تیمم کر لو۔ تیمم کے دو ارکان ہیں یعنی چہرے اور ہاتھوں کا پاک مٹی سے مسح کرنا۔

آیات ۴۲ تا ۴۶

یہود کی گھٹیا حرکات

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ	کیا تم نے نہیں دیکھا اُن کی طرف جنہیں دیا گیا تھا ایک حصہ کتاب میں سے
يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ	وہ لے رہے ہیں گمراہی
وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ۝۴۳	اور وہ چاہتے ہیں کہ تم بھٹک جاؤ سیدھی راہ سے۔
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَائِكُمْ ط	اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے تمہارے دشمنوں کو
وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا	اور کافی ہے اللہ حمایتی

اور کافی ہے اللہ مددگار۔	وَكَفَى بِاللّٰهِ نَصِيرًا ﴿۳۵﴾
اُن میں سے جو یہودی ہوئے	مِنَ الَّذِيْنَ هَادَوْا
وہ بدلتے ہیں بات کو اُس کے مقام سے	يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ
اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہیں مانا	وَيَقُولُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا
اور سنو نہ سنو اے جاؤ	وَاسْمِعْ غَيْرَ مُسْمِعٍ
اور راعنا موڑتے ہوئے اپنی زبانوں کو	وَرَاعِنَا لِيَكُنَّا بِالسِّنِّتِهِمْ
اور طعنہ دیتے ہوئے دین میں	وَطَعْنًا فِي الدِّينِ ۖ ط
اور اگر یہ کہ وہ کہتے ہیں ہم نے سنا اور اطاعت کی	وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا
اور سنیے	وَاسْمِعْ
اور دیکھیے ہماری طرف	وَاَنْظُرْنَا
یقیناً ہوتا بہتر اُن کے لیے اور زیادہ درست	لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ
اور لیکن لعنت کی اُن پر اللہ نے اُن کے کفر کی وجہ سے	وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ
پس وہ ایمان نہیں لاتے مگر بہت کم۔	فَاَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۳۶﴾

ان آیات میں یہودی چند گھٹیا حرکات کا بیان ہے۔ وہ جان بوجھ کر ہدایت کو چھوڑ کر گمراہی کے طلب گار ہوئے اور اللہ کے رسول ﷺ کی شان میں نازیبا کلمات کہنے کا جرم کرتے رہے۔ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا (ہم نے سنا اور مان لیا) کے بجائے سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا (ہم نے سنا اور نہیں مانا)، واسْمِعْ (اور سنو) کے ساتھ غَيْرَ مُسْمِعٍ (نہ سنو اے جاؤ) اور اَنْظُرْنَا (ہم پر نظر عنایت کیجئے)

کے بجائے رَاعَيْنَا (ہمارے چرواہے) کہہ کر اپنے باطن کی خباثت کا اظہار کرتے تھے۔ اگر وہ اللہ کے رسول ﷺ کی شان میں یہ گستاخیاں نہ کرتے تو ان کے حق میں بہتر ہوتا۔ لیکن جس قوم پر اُس کی بد اعمالیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے پھٹکار ہو، وہ خبیث حرکتیں کر کے اپنے نامہ اعمال سیاہ کرتے رہیں گے۔

آیت ۷

یہود کے لیے تنبیہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ	اے وہ لوگو! جنہیں دی گئی کتاب
آمِنُوا بِمَا نَزَّلْنَا	ایمان لاؤ اُس کلام پر جو ہم نے نازل کیا ہے
مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ	جو تصدیق کرنے والا ہے اُس کلام کی جو تمہارے پاس ہے
مِّن قَبْلُ أَنْ نَطِيسَ وُجُوهًا	اس سے پہلے کہ ہم مسخ کر دیں چہرے
فَنَرُدَّهَا عَلَىٰ أَدْبَارِهَا	پھر پھیر دیں انہیں پشتوں کی طرف
أَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّا أَصْحَابَ السَّبْتِ ^ط	یا لعنت کریں اُن پر جیسے ہم نے لعنت کی سبت والوں پر
وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ^{۷۴}	اور اللہ کا حکم پورا ہو کر رہتا ہے۔

اس آیت میں یہود کو خبردار کیا گیا کہ تمہاری خیر اسی میں ہے کہ قرآن مجید پر ایمان لے آؤ۔ اگر تم نے یہ دعوت قبول نہ کی تو ممکن ہے کہ تمہاری صورتیں بگاڑ دیں جائیں اور گردنیں مروڑ کر چہروں کا رخ پیٹھ کی طرف پھیر دیا جائے۔ یا تم پر بھی اس طرح لعنت کی جائے جیسے اُن لوگوں پر لعنت کی گئی تھی جنہوں نے سبت کے قانون کی خلاف ورزی کی تھی اور انہیں بندر بنا دیا گیا تھا۔ (سبت والوں کی داستان سورہ اعراف کی آیات ۱۶۳ تا ۱۶۶ میں بیان کی گئی ہے)۔ چونکہ یہود میں سے کچھ لوگ ایمان لے آئے تھے لہذا اللہ تعالیٰ نے درگزر فرمایا اور یہود پر وہ عذاب نازل نہ کیا جس سے انہیں خبردار کیا گیا تھا۔

آیت ۴۸

شرک ناقابل معافی جرم ہے

بے شک اللہ معاف نہیں کرے گا اسے کہ شرک کیا جائے اُس کے ساتھ	إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ
اور معاف فرمادے گا جو اس کے علاوہ ہے، جس کے لیے چاہے گا	وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ج
اور جس نے شرک کیا اللہ کے ساتھ	وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ
تو یقیناً اُس نے ارتکاب کیا بہت بڑے گناہ کا۔	فَقَدْ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا ۝۴۸

اس آیت میں وعید سنائی گئی کہ اللہ تعالیٰ شرک کے جرم کو معاف نہیں فرمائے گا۔ اس کے علاوہ جس گناہ کو چاہے گا معاف فرمادے گا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آدمی بس شرک نہ کرے باقی دوسرے گناہ دل کھول کر کرتا رہے۔ بلکہ دراصل اس سے یہ بات ذہن نشین کرانی مقصود ہے کہ شرک، جس کو یہودیوں نے بہت معمولی چیز سمجھ رکھا تھا، تمام گناہوں سے بڑا گناہ ہے۔ دیگر گناہوں کی معافی تو ممکن ہے مگر یہ ایسا گناہ ہے کہ معاف نہیں کیا جاسکتا۔ علماء یہود شریعت کے چھوٹے چھوٹے احکام میں تو بال کی کھال نکالتے تھے مگر شرک اُن کی نگاہ میں ایسا ہلکا فعل تھا کہ نہ خود اس سے بچنے کی فکر کرتے تھے، نہ اپنی قوم کو مشرکانہ خیالات و اعمال سے بچانے کی کوشش کرتے تھے اور نہ مشرکین کی دوستی اور حمایت ہی میں اُنہیں کوئی مضائقہ نظر آتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات، صفات اور حقوق کے اعتبار سے یکتا ہے۔ اُس کے ساتھ کسی کو برابر کر دینا بہت بڑا ظلم ہے جس کی معافی بغیر توبہ کے ناممکن ہے۔ ضروری ہے کہ شرک کی حقیقت اور اس کی اقسام کو سمجھا جائے تاکہ اس گناہ سے بچنے کی کوشش کی جاسکے۔ اس حوالے سے "حقیقت و اقسام شرک" کے موضوع پر ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے بیان کی سماعت یا تحریر کا مطالعہ مفید رہے گا۔

آیات ۳۹ تا ۵۰

یہود کا جھوٹا دعویٰ

کیا تم نے نہیں دیکھا انہیں جو بڑا پاکیزہ کہتے ہیں اپنے آپ کو	أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْكُونَ أَنْفُسَهُمْ
بلکہ اللہ ہی پاک کرتا ہے جسے چاہتا ہے	بَلِ اللّٰهُ يَزْكِي مَنْ يَّشَاءُ
اور اُن پر ظلم نہیں کیا جائے گا دھاگے کے برابر۔	وَلَا يَظْلَمُونَ فَتِيلًا ﴿۳۹﴾
دیکھو کیسے وہ گھڑتے ہیں اللہ پر جھوٹ	أَنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ط
اور کافی ہے یہ واضح گناہ ہونے کے لیے۔	وَكَفَىٰ بِهِ إِثْمًا مُّبِينًا ﴿۴۰﴾

﴿۴۰﴾

ان آیات میں یہود کے ایک دعوے کی نفی ہے۔ جب انہیں بری حرکتوں کو چھوڑنے اور ایمان لانے کی دعوت دی جاتی تو وہ تکبر سے کہتے اللہ نے ہمیں خاص اعزاز بخشا ہے۔ ہم تو اُس کے بیٹے اور چہیتے ہیں۔ پیغمبروں کی اولاد ہیں اور بڑے پاکیزہ نفوس کے مالک ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی کا تکبر کرنا، اپنی مدح سرائی کرنا اور پاکیزگی کا ڈنڈہ ہور ایٹنا پسند نہیں ہے۔ پاکیزگی صرف اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور اُسے دیتا ہے جو اُس کی فرمانبرداری کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی فرمانبرداری کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! یہود پاکیزگی کے خود ساختہ دعویٰ کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے تھے لہذا ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ گھڑنا بہت بڑا جرم ہے، اور صرف یہ جرم ہی انہیں بدترین سزا دینے کے لیے کافی ہے۔

آیات ۵۱ تا ۵۲

یہود کی طرف سے مشرکین کی حمایت

کیا تم نے نہیں دیکھا اُن کی طرف جنہیں دیا گیا تھا ایک حصہ کتاب میں سے	اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ
وہ ایمان لارہے ہیں بتوں اور سرکشوں پر	يُوْمِنُوْنَ بِالْحُبَّتِ وَالطَّاغُوْتِ
اور کہتے ہیں اُن کے لیے جنہوں نے کفر کیا	وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا
یہ لوگ زیادہ ہدایت پر ہیں اُن سے جو ایمان لائے راستے کے اعتبار سے۔	هٰؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿٥١﴾
یہی وہ لوگ ہیں لعنت کی جن پر اللہ نے	اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ
اور جس پر لعنت کرے اللہ	وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ
تو تم ہر گز نہیں پاؤ گے اُس کے لیے کوئی مددگار۔	فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ﴿٥٢﴾

یہ آیات یہود کے ایک بہت بڑے جرم کی مذمت کر رہی ہیں۔ مشرکین مکہ نے جب بھی مدینہ پر چڑھائی کی تو یہود نے ہمیشہ اُن کا ساتھ دیا۔ ایسے ہی کسی موقع پر اُن سے پوچھا گیا کہ مسلمان بہتر ہیں یا مکہ والے؟ انہوں نے مسلمانوں کی دشمنی میں مشرکین مکہ کو بہتر قرار دیا اور اُن کی بت پرستی کی تائید کی۔ پورے عرب میں یہود کی ایک علمی ساکھ تھی۔ اُن کی طرف سے شرک اور مشرکین کی تائید عرب کے اکثر لوگوں کو گمراہ کرنے کے مترادف تھی۔ یہود نے یہ جرم جان بوجھ کر کیا حالانکہ وہ جانتے تھے کہ شرک اللہ تعالیٰ کے ہاں ناقابل معافی گناہ ہے اور مسلمان توحید پر ایمان رکھنے کی وجہ سے مشرکین سے ہزار درجہ بہتر ہیں۔ جب کوئی قوم

علمی خیانت اور بددیانتی میں اس قدر چلی سطح پر آئے تو اُس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت برسنے شروع ہو جاتی ہے۔ ایسے بد نصیبوں کو ذلت و رسوائی سے کوئی نہیں بچا سکتا۔

آیات ۵۳ تا ۵۵

یہود کی مسلمانوں سے دشمنی

اَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ	کیا اُن کے لیے کوئی حصہ ہے اختیار میں
فَاِذَا لَا يُؤْتُونَ النَّاسَ نَقِيْرًا ۝۵۳	تو اُس وقت وہ نہ دیتے لوگوں کو ایک تِل کے برابر۔
اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ	کیا وہ حسد کرتے ہیں لوگوں سے
عَلٰی مَا اٰتٰهُمْ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ	اُس پر جو دیا ہے انہیں اللہ نے اپنے فضل سے
فَقَدْ اَتَيْنَا آلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ	سو ہم نے تودی آلِ ابراہیم ہی کو کتاب اور حکمت
وَ اٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ۝۵۴	اور ہم نے دی انہیں بہت بڑی بادشاہت۔
فَبَيْنَهُمْ مِّنْ اٰمَنٍ بِهٖ	پھر اُن میں سے کوئی ایمان لایا آپ پر
وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ۚ	اور اُن میں سے کسی نے رُخ پھیر لیا آپ سے
وَ كَفٰی بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ۝۵۵	اور کافی ہے جہنم بطور بھڑکتی ہوئی آگ کے۔

ان آیات میں یہود کے مسلمانوں سے حسد کا بیان ہے۔ اُن کو اس بات کی جلن تھی کہ نبوت یہود کے بجائے بنی اسمعیل میں سے حضرت محمد ﷺ کو عطا کر دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہود کو یاد دہانی کرائی کہ جس طرح تم حضرت ابراہیمؑ کی آل میں سے ہو اسی طرح حضرت محمد ﷺ بھی اُن ہی کی آل میں سے ہیں۔ تم حضرت ابراہیمؑ کے فرزند حضرت اسحاقؑ کی اولاد میں سے ہو تو

حضرت محمد ﷺ، حضرت ابراہیمؑ کے بڑے فرزند حضرت اسمعیلؑ کی ذریت میں سے ہیں۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے آل ابراہیمؑ میں سے پہلے تم پر نعمتیں نازل فرمائیں اور اب بھی آل ابراہیمؑ ہی میں سے حضرت محمد ﷺ اور اُن کے پیروکاروں پر عنایات ہو رہی ہیں۔ البتہ آل ابراہیمؑ میں سے جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر کریں گے، وہ انہیں اپنے فضل سے نوازے گا اور جو تمہاری طرح ناشکری و نافرمانی کریں گے وہ جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ کا ایندھن بنیں گے۔

آیات ۵۶ تا ۵۷

جہنم میں جلی ہوئی کھال کو نئی کھال سے بدل دیا جائے گا

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا	بے شک جنہوں نے کفر کیا ہماری آیات کا
سَوْفَ نُصْلِيهِمْ نَارًا	ہم عنقریب ڈال دیں گے انہیں آگ میں
كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ	جب بھی جل جائیں گی اُن کی کھالیں
بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا	ہم بدل کر دیں گے انہیں اور کھالیں اُن کے سوا
لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ ۖ	تاکہ وہ چکھتے رہیں عذاب
إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝۵۶	بے شک اللہ زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔
وَالَّذِينَ آمَنُوا	اور وہ لوگ جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ	اور انہوں نے عمل کیے اچھے
سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ	ہم عنقریب داخل کریں گے انہیں اُن باغات میں بہتی ہیں جن کے نیچے نہریں

وہ رہنے والے ہیں اُن میں ہمیشہ ہمیش	خُلِدِينَ فِيهَا اَبَدًا
اور اُن کے لیے اُن باغات میں ہیں پاکیزہ جوڑے	لَهُمْ فِيهَا اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ
اور ہم داخل کریں گے انہیں گھنی چھاؤں میں۔	وَنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيلًا ۝۷

یہ آیت جہنم کے عذاب کے لرزادینے والے بیان پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرنے والے جہنم میں اس طرح جلیں گے کہ اُن کی جل کر سڑی ہوئی کھال کو نئی کھال سے بدل دیا جائے گا تاکہ وہ مسلسل آگ کی سوزش کا عذاب چکھتے رہیں۔ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ (اے اللہ! ہمیں محفوظ فرما جہنم کی آگ سے۔) آمین! دوسری طرف اہل جنت ہمیشہ ہمیش باغات اور نہروں کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ وہاں اُن کے لیے پاکیزہ جوڑے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ انہیں گھنے سائے عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۸ تا ۵۹

اسلام کے سیاسی اصول

بے شک اللہ حکم دیتا ہے تمہیں	اِنَّ اللّٰهَ يَآمُرُكُمْ
کہ سپرد کرو امانتیں اُن کے حق داروں کو	اَنْ تُوَدُّواْ الْاَمْنٰتِ اِلٰى اَهْلِهَا
اور جب بھی فیصلہ کرو لوگوں کے درمیان	وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ
تو فیصلہ کرو عدل کے ساتھ	اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ
بے شک اللہ کیا ہی عمدہ نصیحت کرتا ہے تمہیں اس کے بارے میں	اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ط

بے شک اللہ خوب سننے والا، خوب دیکھنے والا ہے۔	إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَبِيْعًا بَصِيْرًا ﴿٥٨﴾
اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
اطاعت کرو اللہ کی	أَطِيعُوا اللَّهَ
اور اطاعت کرو رسول کی	وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
اور اُن کی جو صاحب اختیار ہیں تم میں سے	وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ
پس اگر تم جھگڑو کسی معاملے میں	فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ
تو لوٹو اُسے اللہ اور رسول کی طرف	فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ
اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ اور آخرت کے دن پر	إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
یہی بہتر ہے اور عمدہ ہے انجام کے لحاظ سے۔	ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿٥٩﴾

ان آیات میں اسلام کے سیاسی نظام کے چھ اصول بیان کیے گئے ہیں:

- i- ریاست میں تمام مناصب ایک اجتماعی امانت ہیں اور وہ اہل افراد کے حوالے کیے جائیں۔ عوام خلافت کے منصب کے لیے اہل فرد کے حق میں رائے دیں اور خلیفہ ماتحت مناصب پر اہل افراد کا تقرر کرے۔
- ii- کسی بھی منصب پر فائز فرد 'فیصلے عدل کے ساتھ کرے۔
- iii- ریاست اس بات کی پابند ہوگی کہ ہر سطح پر اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی اطاعت کی جائے۔ اسی طرح ریاست کا نظم ہوگا کہ اولوالامر یعنی صاحبان اختیار کی بھی اطاعت کی جائے۔ البتہ صاحبان اختیار کی اطاعت میں ایک استثناء ہے جس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

iv- آیت ۵۸ میں أَطِيعُوا (اطاعت کرو) کے الفاظ اللہ تعالیٰ کے ساتھ آئے ہیں اور رسول ﷺ کے ساتھ آئے ہیں لیکن اولوالامر کے ساتھ نہیں آئے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مطلق اور غیر مشروط اطاعت صرف اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی ہے۔ اولوالامر کی اطاعت صرف اس صورت میں ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی اطاعت کے تابع ہو۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:-

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ (ابوداؤد)

"اطاعت نہیں کی جائے گی مخلوق کی خالق کی نافرمانی میں۔"

v- اولوالامر سے اختلاف کی صورت میں قرآن و سنت سے رہنمائی کے حصول کا حکم دیا گیا ہے۔

vi- أُولَى الْأَمْرِ مِنْكُمْ کے الفاظ واضح کرتے ہیں کہ اولوالامر کا مسلمانوں میں سے ہونا لازم ہے۔

آخر میں ارشاد ہوا کہ مذکورہ بالا اصولوں کی پیروی کرنا ایمان کا لازمی تقاضا ہے۔ مسلمان ہونے کا دعویٰ اور ان اصولوں سے انحراف، یہ دونوں چیزیں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔ دوسرے یہ کہ ان اصولوں پر اپنے نظام زندگی کو تعمیر کرنے ہی میں مسلمانوں کی بہتری ہے۔ صرف یہی ایک چیز ان کو دنیا میں صراطِ مستقیم پر قائم رکھ سکتی ہے اور اسی سے ان کی عاقبت بھی درست ہو سکتی ہے۔

آیات ۶۰ تا ۶۱

اطاعتِ رسولؐ سے گریز منافقت کا مظہر ہے

آلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ	کیا تم نے نہیں دیکھا انہیں جو دعویٰ کرتے ہیں
أَنَّهُمْ أَمْنًا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ	کہ وہ ایمان رکھتے ہیں اُس کلام پر جو نازل کیا گیا ہے
وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ	اور اُس پر بھی جو نازل کیا گیا آپؐ سے پہلے

وَيُرِيدُونَ أَنْ يُتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ	وہ چاہتے ہیں کہ فیصلے کے لیے جائیں طاغوت کی طرف
وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ	حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ وہ انکار کریں طاغوت کا
وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ	اور چاہتا ہے شیطان
أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿٦٠﴾	کہ بھٹکا کر ڈال دے انہیں بہت دور کی گمراہی میں۔
وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنْزَلَ اللَّهُ	اور جب بھی کہا جاتا ہے اُن سے کہ آؤ اُس کلام کی طرف جو نازل کیا ہے اللہ نے
وَإِلَى الرَّسُولِ	اور آؤ رسول کی طرف
رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ	اے نبی! آپ دیکھیں گے منافقوں کو
يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا ﴿٦١﴾	وہ کتراتے ہیں آپ سے رخ پھیرتے ہوئے۔

ان آیات میں منافقین کی اطاعتِ رسول ﷺ سے گریز کی مجرمانہ روش بیان کی گئی ہے۔ فتح مکہ سے پہلے اسلامی ریاست قائم نہ ہوئی تھی لہذا مدینہ کے شہری نبی اکرم ﷺ سے اپنے تنازعات کے فیصلے کرانے کے پابند نہیں تھے۔ منافقین اپنے تنازعات کے فیصلے آپ ﷺ سے کرانے کے بجائے یہود کے علماء سے کراتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ علماء یہود کی عدالتوں سے دے دلا کر من پسند فیصلے حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ آؤ قرآن حکیم کی طرف اور اللہ کے رسول ﷺ کی طرف تو وہ آپ ﷺ کی طرف آنے سے صاف انکار کر دیتے ہیں۔ گویا آپ ﷺ سے بغضِ منافقت کی علامت ہے۔ موجودہ دور میں انکارِ سنت کے فتنہ کی گمراہی بھی یہی ہے کہ وہ قرآن سے اپنی عقل کی روشنی میں استفادہ کے لیے تیار ہو جاتے ہیں لیکن سنتِ رسول ﷺ کو حجت تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے۔

آیات ۶۲ تا ۶۳

منافقانہ روش سے آنے والی مصیبت پر منافقین کا طرزِ عمل

فَكَيْفَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ ۖ	تو کیا حال ہوتا ہے جب پہنچتی ہے انہیں کوئی مصیبت
بِمَا قَدْ مَتَّ أَيْدِيَهُمْ	اُن برائیوں کی وجہ سے جو آگے بھیجیں ہیں اُن کے ہاتھوں نے
ثُمَّ جَاءُوكَ	پھر اے نبی! وہ آتے ہیں آپ کے پاس
يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ	قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی
إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا ۝۶۲	ہم نے نہیں چاہی تھی مگر بھلائی اور موافقت۔
أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ	یہ وہ لوگ ہیں کہ جانتا ہے اللہ اُسے جو اُن کے دلوں میں ہے
فَاعْرِضْ عَنْهُمْ	پس اعراض کیجئے اُن سے
وَعِظْهُمْ	اور نصیحت کیجئے انہیں
وَقُلْ لَهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا ۝۶۳	اور کہیے اُن سے اُن کے دلوں میں اترنے والی بات۔

ان آیات کے پس منظر میں ایک واقعہ ہے۔ بشر نامی ایک منافق کا ایک یہودی کے ساتھ جھگڑا ہو گیا۔ یہودی حق پر تھا لہذا اُس نے منافق سے کہا کہ چلو اس کا فیصلہ تمہارے رسول ﷺ سے کرا لیتے ہیں۔ یہودی جانتے تھے آپ ﷺ حق ہی کا ساتھ دیتے ہیں۔ منافق چاہتا تھا کہ فیصلہ ایک یہودی سردار کعب بن اشرف سے کروائیں۔ منافق کو توقع تھی کہ وہاں مکر و فریب اور رشوت سے فیصلہ میرے حق میں ہو سکتا ہے۔ یہودی اپنے سردار کے کردار سے واقف تھا۔ اُس نے اصرار کیا کہ فیصلہ تمہارے رسول ﷺ

سے ہی کراؤں گا۔ آپ ﷺ نے فریقین کی بات سن کر یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ منافق اس فیصلہ پر راضی نہ ہوا۔ کہنے لگا کہ چلو حضرت عمرؓ سے فیصلہ لیتے ہیں۔ منافق کا خیال تھا کہ حضرت عمرؓ میں اسلامی حمیت بہت ہے لہذا وہ میرے حق میں فیصلہ دیں گے۔ جب حضرت عمرؓ نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ سنا دیا ہے اور منافق اُسے قبول نہیں کر رہا تو آپؐ نے تلوار سے منافق کا سر قلم کر دیا اور فرمایا کہ جو شخص نبی ﷺ کے فیصلہ کو تسلیم نہ کرے اُس کے لیے میرے پاس یہی فیصلہ ہے۔ منافق مقتول کے وارث نبی ﷺ کے پاس آئے اور قسمیں کھا کر کہنے لگے ہمارا ارادہ حضرت عمرؓ سے فیصلہ لینا ہر گز نہ تھا بلکہ ہم چاہتے تھے کہ وہ فریقین کے درمیان صلح اور ملاپ کرادیں۔ ان آیات میں ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے دلوں کے نفاق سے خوب واقف ہے۔ آپ ﷺ ان کے عذر کو قبول نہ فرمائیں اور حضرت عمرؓ کے خلاف دعوے کو رد فرمادیں۔ ان منافقین کو خیر خواہانہ نصیحت فرمادیں جو ان کے دلوں پر اثر انداز ہو۔ آخرت کا خوف دلا کر ان کو مخلصانہ اسلام کی طرف دعوت دیں یا دنیوی سزا سے ڈرائیں کہ اگر تم نفاق سے باز نہ آئے تو کسی وقت تمہارا انجام بھی وہی ہوگا جو بشر منافق کا ہوا ہے۔

آیت ۶۴

اطاعت، رسولؐ پر ایمان لانے کا لازمی تقاضا ہے

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ	اور ہم نے نہیں بھیجا کوئی رسول
إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ	مگر اس لیے کہ اُس کی اطاعت کی جائے اللہ کے حکم سے
وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ	اور اگر بے شک انہوں نے جب ظلم کیا تھا اپنی جانوں پر
جَاءُواكَ	وہ آتے آپؐ کے پاس
فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ	پھر بخشش مانگتے اللہ سے
وَأَسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ	اور بخشش مانگتے اُن کے لیے رسولؐ

لَوْجَدُ وَاللَّهُ تَوَّابًا رَّحِيمًا ﴿٦٣﴾

یقیناً وہ پاتے اللہ کو بہت توبہ قبول فرمانے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا۔

یہ آیت اطاعتِ رسول ﷺ کے موضوع پر فیصلہ کن اسلوب رکھتی ہے۔ ارشاد ہوا کہ ہر رسولؑ کو بھیجا ہی اس لیے گیتا کہ اُس کی اطاعت کی جائے۔ کوئی رسولؑ اس لیے نہیں آئے کہ بس اُن کی رسالت پر زبانی ایمان لے آیا جائے اور پھر اطاعت جس کی چاہے کی جائے۔ رسولؑ کے آنے کی غرض ہی یہ ہوتی ہے کہ زندگی کا جو قانون وہ لے کر آئے ہیں، تمام قوانین کو چھوڑ کر صرف اُسی کی پیروی کی جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو احکام وہ دیتے ہیں، تمام احکام کو چھوڑ کر صرف اُنہی پر عمل کیا جائے۔ اگر کسی نے یہی نہ کیا تو پھر اُس کا محض رسولؑ کو رسول مان لینا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اگر منافقین سے غلطی ہو گئی تھی تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے! آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوتے اور آپ ﷺ بھی اُن کے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعائے استغفار کرتے تو وہ ضرور اللہ تعالیٰ کو بخشنے اور رحم کرنے والا پاتے۔

آیات ۶۵ تا ۶۸

رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ کو نہ ماننے والا مومن نہیں ہے

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ	پس نہیں! قسم ہے اے نبی! آپؐ کے رب کی وہ ایمان نہیں رکھتے
حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِیْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ	یہاں تک کہ وہ منصف بنائیں آپؐ کو اُس میں جو جھگڑا ہو اُن کے درمیان
ثُمَّ لَا يَجِدُ وَاثِقَ انْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ	پھر نہ پائیں اپنے جیوں میں کوئی تنگی اُس سے جو آپؐ فیصلہ کریں
وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٦٥﴾	اور اس طرح تسلیم کریں جیسے تسلیم کرنے کا حق ہے۔

وَلَوْ أَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ أَنِ اقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ	اور اگر ہم فرض کر دیتے اُن پر کہ قتل کرو اپنے آپ کو
أَوْ اخْرُجُوا مِنْ دِيَارِكُمْ	یا نکل جاؤ اپنے گھروں سے
مَا فَعَلُوهُ إِلَّا قَلِيلٌ مِنْهُمْ	وہ نہیں کرتے ایسا مگر تھوڑے سے لوگ اُن میں سے
وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ بِهِ	اور اگر بے شک وہ کرتے ایسا، انہیں نصیحت کی جاتی ہے جس کی
لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ	یقیناً یہ بہتر ہوتا اُن کے لیے
وَأَشَدَّ تَثْبِيتًا ۖ	اور زیادہ ثابت قدم رکھنے والا ہوتا۔
وَإِذْ أَلَايْتُهُمْ مِنْ لَدُنَّا أَجْرًا عَظِيمًا ۖ	اور اُس وقت یقیناً ہم دیتے انہیں اپنے پاس سے شاندار بدلہ۔
وَلَهَدَيْنَاهُمْ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا ۖ	اور یقیناً ہم ہدایت دیتے انہیں سیدھے راستے کی۔

ان آیات میں اللہ سبحانہ تعالیٰ اپنی ذات کی قسم کھا کر فرما رہے ہیں کہ کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے نزاعی معاملہ میں آپ ﷺ سے فیصلہ نہ کرائے اور آپ ﷺ کے کیے ہوئے فیصلہ پر دل میں بھی کوئی تنگی محسوس نہ کرے۔ اس آیت کا حکم صرف آپ ﷺ کی زندگی تک محدود نہیں بلکہ قیامت تک کے لیے ہے۔ جو کچھ آپ ﷺ لائے ہیں اور جس طرح اللہ تعالیٰ کی ہدایت و رہنمائی کے تحت آپ ﷺ نے عمل کیا ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مسلمانوں کے درمیان فیصلہ کن سند ہے۔ اس سند کو ماننے یا نہ ماننے ہی پر آدمی کے مومن ہونے اور نہ ہونے کا فیصلہ ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اُس کی خواہش نفس میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہو جائے۔ ان آیات پر عمل کی اب یہ صورت ہے

کہ باقاعدہ شرعی عدالتیں قائم ہوں اور ہم اپنے تمام تنازعات کا فیصلہ شریعت کی روشنی میں کرائیں۔ ایسا کرنے ہی میں ہماری بہتری ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے ہمارے ایمان کو اور تقویت عطا فرمائے گا اور ہمیں سیدھی راہ پر چلاتا رہے گا۔

آیات ۶۹ تا ۷۰

اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندے

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ	اور جو اطاعت کرتے ہیں اللہ اور رسولؐ کی
فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ	تو وہ اُن کے ساتھ ہوں گے، انعام فرمایا اللہ نے جن پر
مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ	یعنی انبیاءؑ اور صدیقین اور شہداء اور صالحین
وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ۝۶۹	اور کیا ہی اچھے ہیں یہ ساتھی۔
ذَٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ	یہ فضل ہے اللہ کی طرف سے
وَكَفَىٰ بِاللَّهِ عِلْمًا ۝۷۰	اور کافی ہے اللہ خوب جاننے والا۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے فرمانبرداروں کو جنت میں انعام یافتہ بندوں کا ساتھ عطا کرنے کی بشارت دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندے چار ہیں۔ صالحین، شہداء، صدیقین اور انبیاء۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ پر چلنے والے نیک بندوں کا ابتدائی درجہ صالحین کا ہوتا ہے۔ ان میں ایسے لوگ جن کے مزاج میں جوش اور حرکت ہو وہ دین حق کی تبلیغ اور غلبہ کے لیے سرگرمی سے محنت کرتے کرتے شہداء کا درجہ پالیتے ہیں۔ اسی طرح وہ لوگ جن کا مزاج غور و فکر کرنے والا ہوتا ہے وہ اپنے من میں ڈوب کر زندگی کا سراغ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور زندگی اور کائنات کے حقائق پر غور کر کے معرفت حق کے حصول کی منزلیں طے کرتے ہیں۔ ایسے لوگ صدیقین کا مقام و مرتبہ پاتے ہیں۔ انبیاء کا درجہ سب سے بلند تھا۔ اللہ تعالیٰ نے کبھی صدیقین میں سے کسی کو نبی کا مرتبہ عطا فرمایا اور کبھی شہداء میں سے۔ ان انعام یافتہ بندوں کی رفاقت انتہائی

عمدہ ہوگی اور یہ اللہ تعالیٰ کے خاص انعام کے طور پر حاصل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کی توفیق اور پھر اپنے محبوب بندوں کی رفاقت نصیب فرمائے۔ آمین!

آیات ۱ تا ۷۳

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ سے فرار منافقانہ طرزِ عمل ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
خُذُوا حِذْرَكُمْ	لے لو اپنے ہتھیار
فَإِنْفِرُوا ثُبَاتٍ أَوْ انفِرُوا جَمِيعًا ①	پھر نکل دو دستوں کی صورت میں یا نکلو سب اکٹھے ہو کر
وَإِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيَبْطِئَنَّ	اور بے شک تم میں سے یقیناً وہ بھی ہے جو ضرور دیر لگائے گا
فَإِنْ أَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةٌ	پھر اگر پہنچے تمہیں کوئی مصیبت
قَالَ قَدْ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيَّ	کہتا ہے واقعی انعام کیا اللہ نے مجھ پر
إِذْ لَمْ أَكُنْ مَعَهُمْ شَهِيدًا ②	جبکہ میں نہیں تھا اُن کے ساتھ موجود۔
وَلَئِنْ أَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللَّهِ	اور یقیناً اگر پہنچا تمہیں کوئی فضل اللہ کی طرف سے
لَيَقُولَنَّ	تو وہ ضرور کہے گا
كَأَن لَّمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ مَوَدَّةٌ	گویا ہے ہی نہیں تمہارے اور اُس کے درمیان کوئی محبت
يُلَيِّتُنِي كُنْتُ مَعَهُمْ	اے کاش! میں ہوتا اُن کے ساتھ

فَاَفُوزَ فَوْزًا عَظِيمًا ﴿۷۲﴾

تو میں بھی پالیتا عظیم کامیابی۔

غزوہٴ احد میں مسلمانوں کی شکست سے کفار کے حوصلے بہت بڑھ گئے تھے۔ کئی قبیلے مسلمانوں کے خلاف جارحیت کی منصوبہ بندی کر رہے تھے۔ آپ ﷺ کو جیسے ہی ایسے کسی منصوبے کی اطلاع ملتی آپ صحابہ کرامؓ کو اس منصوبہ کو ناکام کرنے اور منصوبہ بنانے والوں کے خلاف اقدام کے لیے نکلنے کا حکم دیتے۔ ان آیات میں حکم دیا گیا کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کا حکم ہو تو فوراً لبیک کہو۔ یہ منافقانہ طرزِ عمل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنے میں تاخیر کی جائے۔ اگلے دستے کو شکست ہو تو اپنے محفوظ رہنے کی خوشی منائی جائے اور اگر اُسے فتح ہو تو مالِ غنیمت سے محرومی کا افسوس کیا جائے۔

آیات ۷۲ تا ۷۶

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کرنے والے کبھی ناکام نہیں ہوتے

فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يَشْرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ	پس چاہیے کہ جنگ کریں اللہ کی راہ میں وہ لوگ جو بیچ چکے ہیں دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے میں
وَمَنْ يُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ	اور جو کوئی جنگ کرتا ہے اللہ کی راہ میں
فَيُقْتَلْ أَوْ يَغْلِبْ	پس اگر وہ مارا جائے یا غالب آجائے
فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿۷۳﴾	تو عنقریب ہم دیں گے اُسے شاندار بدلہ۔
وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ	اور کیا ہے تمہیں کہ جنگ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں
وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ	اور بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کے لیے جو فریاد کر رہے ہیں

اے ہمارے رب! نکال ہمیں اس بستی سے	رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ
ظالم ہیں اس کے رہنے والے	الظَّالِمِ أَهْلُهَا ۚ
اور بناوے ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی حامی	وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا
اور بناوے ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی مددگار۔	وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا ۝
جو ایمان لائے ہیں وہ جنگ کرتے ہیں اللہ کی راہ میں	الَّذِينَ آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ
اور جنہوں نے کفر کیا وہ جنگ کرتے ہیں طاغوت کی راہ میں	وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ
تو اے مسلمانو! جنگ کرو ان شیطان کے ساتھیوں سے	فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ
بے شک شیطان کی چال کمزور ہے۔	إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا ۝

بے شک

ان آیات میں مسلمانوں کو آگاہ کیا گیا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کے اجر کے طلب گار ہو تو جان لو کہ اُس کی رضا اُس کی راہ میں نکل کر ہی حاصل ہوتی ہے۔ اُس کی راہ میں جنگ کرنے والا خواہ شہید ہو جائے یا فتح حاصل کر کے لوٹے، ہر صورت میں وہ اُسے شاندار اجر سے نوازے گا۔ پھر اگر کچھ بے بس ولاچار مسلمان مرد، خواتین اور بچے کافروں کے ظلم و ستم کا شکار ہوں تو ایسے میں اُن کی مدد کے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ اُس کی راہ میں جنگ کا مقصد ہے ظلم و استحصا کا خاتمہ اور زمین پر اُس کے دین کا قیام۔ جو واقعی مومن ہے، وہ اس کام سے کبھی باز نہ رہے گا۔ اس کے برعکس زمین پر اللہ تعالیٰ کے باغیوں کا راج قائم کرنے کے لیے جنگ کرنے والے کافر اور شیطان کے ساتھی ہیں۔ بظاہر شیطان اور اُس کے ساتھی بڑی تیاریوں سے اٹھتے ہیں اور بڑی زبردست چالیں چلتے ہیں، لیکن اہل ایمان کو اُن کی تیاریوں اور چالوں سے خوف زدہ نہیں ہونا چاہیے۔ آخر کار اُن کا انجام ناکامی، ذلت اور رسوائی ہے۔

آیت ۷۷

صبر محض یعنی ظلم کے جواب میں درگزر کرنے کا حکم

کیا تم نے نہیں دیکھا انہیں جن سے کہا گیا تھا کہ بندھے رکھو اپنے ہاتھ	اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّواْ اَيْدِيَكُمْ
اور قائم کرو نماز اور دو زکوٰۃ	وَاقْبِلُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ
پھر جب فرض کر دیا گیا اُن پر جنگ کرنا	فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ
اُس وقت کچھ لوگ اُن میں سے ڈرنے لگے لوگوں سے	اِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ
جیسے ڈرنا ہو اللہ سے یا اس سے بھی زیادہ ڈرنا	كَخَشِيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشِيَةً ۚ
اور اُنہوں نے کہا اے ہمارے رب! کیوں تو نے فرض کر دیا ہم پر جنگ کرنا	وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ
کیوں نہ مُلت دی ہمیں ایک قریبی مدت تک	كُوْلًا اٰخَرْتَنَا اِلٰى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۝۶
اے نبی! فرمائیے دنیا کا سامان تو بہت تھوڑا ہے	قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ
اور آخرت بہتر ہے اُس کے لئے جو اللہ کی نافرمانی سے بچے	وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰ ۝۷
اور تم پردھاگے کے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا	وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝۸

مکی دور میں نبی اکرم ﷺ کو وحی خفی کے ذریعہ حکم دیا گیا کہ مسلمان کفار کے طنز و تشدد کے جواب میں کسی ردِ عمل کا مظاہرہ نہ کریں۔ مسلمان آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کفار کے ظلم کی شکایت کرتے اور اُن سے ظلم کا بدلہ لینے کی اجازت طلب

کرتے۔ آپ ﷺ انہیں صبر اور درگزر کرنے کا حکم دیتے۔ نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی تلقین فرماتے کیونکہ جب تک آدمی اطاعتِ خداوندی میں اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنے اور تکالیفِ جسمانی برداشت کرنے کا خوگر نہ ہو اور اپنا مال خرچ کرنے کا عادی نہ ہو تو اُس کے لیے جنگ کرنا اور اپنی جان دینا بہت دشوار ہوتا ہے۔ پھر اپنے موقف پر قائم رہتے ہوئے برائی کا جواب اچھائی سے دینے کا اعلیٰ اخلاقی طرزِ عمل دشمنوں پر اچھے اثرات ڈالتا ہے اور وہ اسلام قبول کرنے کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ مدنی دور میں جب تربیت یافتہ ساتھیوں کی مناسب قوت فراہم ہو گئی تو مسلمانوں کو کفار کے خلاف قتال کا حکم دے دیا گیا۔ ایسے میں منافقین کی بزدلی اور دنیا کی زندگی سے محبت ظاہر ہو گئی اور وہ قتال کے حکم کو مؤخر کرنے کی التجا کرنے لگے۔ انہیں آگاہ کیا گیا کہ دنیا کی زندگی بہر حال مختصر ہے۔ موت تو بستر پر بھی آتی ہے۔ بہتر ہے آخرت کے عمدہ انجام کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑ کر شہادت کے حصول کی کوشش کی جائے۔

یہ نکتہ بہت اہم ہے کہ ایک ایسا حکم جس پر عمل کی تلقین مکی دور میں کی گئی تھی، قرآن مجید میں اُس کا ذکر مدنی دور میں نازل ہونے والی اس آیت میں کیا گیا ہے۔ اس سے یہ حقیقت ظاہر ہوئی کہ نبی اکرم ﷺ پر قرآن حکیم کے علاوہ بھی وحی نازل ہوتی تھی۔ گویا منکرینِ حدیث کی یہ بات غلط ہے کہ وحی تمام تر قرآن میں محصور ہے اور وحیِ خفی کی کوئی حیثیت نہیں۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کے ارشادات اُسی طرح واجب الاتباع ہیں جیسے قرآن مجید کے احکامات۔

آیات ۷۸ تا ۷۹

موت کا وقت طے شدہ ہے

اِنَّ مَا تَكُونُوا يَدْرِكُكُمُ الْمَوْتُ	جہاں کہیں تم ہو گے آپکڑے گی تمہیں موت
وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ	اور اگرچہ تم ہو محفوظ قلعوں میں
وَاِنْ تُصْبَهُمْ حَسَنَةٌ	اور اگر پہنچے انہیں کوئی بھلائی

وہ کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے	يَقُولُوا هَذِهِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ
اور اگر پہنچتی ہے انہیں کوئی برائی	وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ
وہ کہتے ہیں یہ آپ کی وجہ سے ہے	يَقُولُوا هَذِهِ مِنْ عِنْدِكَ ط
اے نبی! فرمائیے یہ سب اللہ کی طرف سے ہے	قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ ط
تو کیا ہے ان لوگوں کو	فَمَا لَ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ
قریب نہیں لگتا کہ وہ سمجھیں بات۔	لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا ۝۸
جو پہنچے تمہیں بھلائی تو وہ اللہ کی طرف سے ہے	مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ
اور جو پہنچے تمہیں برائی تو وہ تمہاری اپنی وجہ سے ہے	وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ ط
اور اے نبی! ہم نے بھیجا ہے آپ کو لوگوں کے لیے رسول بنا کر	وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا
اور کافی ہے اللہ گواہ۔	وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا ۝۹

ان آیات میں ارشاد ہوا کہ انسان اپنی حفاظت کے لیے کتنے ہی اسباب فراہم کر لے 'موت اپنے وقت پر آکر رہے گی۔ منافقین موت سے ڈرتے ہیں اور قتال فی سبیل اللہ کی پکار پر لبیک نہیں کہتے۔ اس بزدلی کی وجہ سے جب انہیں ذلت و رسوائی کا سامنا ہوتا ہے تو غصہ کا اظہار نبی اکرم ﷺ پر کرتے ہیں۔ ہر آفت کو معاذ اللہ نبی ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ فرمایا کہ نعمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور آفات تمہارے گناہوں کی وجہ سے آتی ہیں۔ حضرت محمد ﷺ تمام انسانوں کی طرف اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور عظمتوں کی حامل وہ برگزیدہ ہستی ہیں کہ کسی کی گستاخیاں ان کی عظمت کو متاثر نہیں کر سکتیں۔

آیات ۸۰ تا ۸۱

رسول ﷺ کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ	جس نے اطاعت کی رسول کی
فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۚ	تو یقیناً اُسی نے اطاعت کی اللہ کی
وَمَنْ تَوَلَّى	اور جس نے رخ پھیر لیا
فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِظًا ۝۸۰	تو اے نبی! ہم نے نہیں بھیجا آپ کو اُن پر نگران بنا کر۔
وَيَقُولُونَ طَاعَةٌ	اور وہ کہتے ہیں اطاعت کریں گے
فَإِذَا بَرِزُوا مِنْ عِنْدِكَ	پھر اے نبی! جب وہ نکلتے ہیں آپ کے پاس سے
بَيَّتَ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ	رات کے وقت مشورہ کرتا ہے ایک گروہ اُن میں سے
غَيْرَ الَّذِي تَقُولُ	برخلاف اُس کے جو آپ کہتے ہیں
وَاللَّهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُونَ ۚ	اور اللہ لکھ رہا ہے اُسے جو وہ رات کو مشورہ کرتے ہیں
فَاعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۖ	پس آپ اُن سے اعراض کیجیے اور بھروسہ کیجیے اللہ پر
وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝۸۱	اور کافی ہے اللہ کارساز ہونا۔

ان آیات میں یہ اہم حقیقت بیان کی گئی کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہوتی ہے اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کے ذریعہ۔ اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات انسانوں تک آپ ﷺ کے ذریعہ ہی پہنچے ہیں۔ ان احکامات کی حکمت اور منشا کو آپ ﷺ ہی سب سے بہتر سمجھتے

ہیں۔ پھر ان احکامات کی اطاعت کا عملی نمونہ بھی آپ ﷺ ہی پیش کر سکتے ہیں۔ لہذا جو آپ ﷺ کی اطاعت نہیں کرتا وہ دراصل اللہ تعالیٰ کی بھی اطاعت نہیں کرتا۔ منافقین آپ ﷺ کے سامنے تو اطاعت کرنے کا وعدہ کرتے تھے لیکن بعد میں طرزِ عمل برعکس اختیار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی تمام باتوں اور حرکات کو محفوظ کر رکھا ہے۔ عنقریب وہ اپنی اس روش کا برابر بدلہ پا کر رہیں گے۔

آیت ۸۲

منافقت کا علاج جند برقرآن میں ہے

تو کیا وہ غور نہیں کرتے قرآن میں؟	أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ
اور اگر یہ ہوتا اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے	وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ
یقیناً وہ پاتے اس میں بہت سے اختلافات۔	لَوْجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ﴿٨٢﴾

اس آیت میں منافقین کو ملامت کی گئی ہے کہ وہ قرآنِ حکیم پر غور و فکر نہیں کرتے۔ قرآن کے مضامین پر غور انسان کے باطن کو منافقت سے پاک اور ایمان سے منور کرتا چلا جاتا ہے۔ منافقین ذرا اس نکتہ پر غور کریں کہ اگر قرآنِ حکیم اللہ تعالیٰ کے بجائے کسی انسان کا کلام ہوتا تو ضرور اس کے مضامین میں تضاد ہوتا۔ کوئی انسان اس بات پر قادر نہیں کہ سال ہا سال تک وہ مختلف حالات میں، مختلف مواقع پر، مختلف مضامین پر تقریریں کرے اور اُس کی ساری تقریریں ایسا مربوط مجموعہ بن جائیں جس کا کوئی جز دوسرے جز سے متضاد نہ ہو۔ جس میں رائے کی تبدیلی کا کوئی نشان تک نہ ملے۔ جس میں متکلم کے نفس کی مختلف کیفیات اپنے مختلف رنگ نہ دکھائیں۔ جس پر کبھی نظر ثانی کی ضرورت نہ پیش آئے۔ انسان کی سوچ میں تبدیلی اور ارتقاء ہوتا رہتا ہے۔ اس ارتقاء اور سوچ کی تبدیلی کی وجہ سے اُس کے بیانات میں وقت کے ساتھ ساتھ تضاد سامنے آتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم ہمیشہ سے

علم کامل ہے جس میں کسی ارتقاء کا تصور رکھنا کفر ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ کا کلام جو نازل تو تقریباً ۲۳ برس میں ہوا ہے لیکن ہر قسم کے تضاد سے پاک ہے۔ یہ حقیقت شہادت دے رہی ہے کہ قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کا کلام ہو ہی نہیں سکتا۔

آیات ۸۳ تا ۸۴

بغیر تحقیق کے خبر آگے نہ بڑھاؤ

وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ	اور جب آتا ہے اُن کے پاس کوئی معاملہ امن یا خوف کا
أَذَاعُوا بِهِ ط	مشہور کر دیتے ہیں اُسے
وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ	اور اگر وہ لوٹا دیتے اُسے رسول کی طرف
وَإِلَى أُولَى الْأَمْرِ مِنْهُمْ	اور اپنے اصحاب اختیار تک
لَعَلَّهُمُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ	تو یقیناً جان لیتے اُسے وہ جو نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں بات کا اُن میں سے
وَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ	اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اُس کی رحمت
لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا ۝۸۳	یقیناً تم پیچھے لگ جاتے شیطان کے سوائے چند کے۔
فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ج	تو اے نبی! جنگ کیجئے اللہ کی راہ میں
لَا تُكَلِّفُ إِلَّا نَفْسَكَ	آپ ذمہ دار نہیں بنائے گئے مگر صرف اپنی جان کے
وَحَرِّضَ الْمُؤْمِنِينَ ج	اور ترغیب دیجئے مومنوں کو
عَسَى اللَّهُ أَن يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِينَ كَفَرُوا	قریب ہے کہ اللہ روک دے جنگ اُن سے جنہوں نے

کفر کیا ہے	
اور اللہ بہت سخت ہے پکڑ کرنے میں	وَاللَّهُ أَشَدُّ بَاسًا
اور وہ بہت سخت ہے سزا دینے میں۔	وَأَشَدُّ تَنكِيلًا ﴿۸۳﴾

ان آیات میں منافقین کا افواہیں پھیلانے کا جرم بیان کیا گیا ہے۔ انہیں جو خبر ملتی ہے اُسے بلا تحقیق آگے پھیلانا شروع کر دیتے ہیں۔ مناسب ہوتا کہ ملنے والی خبر نبی اکرم ﷺ اور صاحبانِ اختیار تک پہنچائی جاتی تاکہ وہ تحقیق کر کے اُس کی تصدیق یا تردید کرتے۔ خبردار کیا گیا کہ تحقیق کیے بغیر کسی خبر کو آگے بیان کر دینا شیطان کی پیروی ہے اور اس سے طرح طرح کے فتنے رونما ہو سکتے ہیں۔ جذباتی اسلوب اختیار کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ کوئی آپ ﷺ کا ساتھ دے یا نہ دے آپ ﷺ تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کیجئے۔ یہ دراصل منافقین کی بزدلی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مذمت کا ایک اسلوب ہے۔ اہل ایمان کے جوشِ جہاد و قتال میں اس اسلوب سے اور اضافہ ہوا۔ مزید یہ کہ اگر آپ ﷺ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنے کو تیار رہیں گے اور مسلمانوں کو بھی ترغیب دیتے رہیں گے تو مسلمان یقیناً آپ ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد پر کمر بستہ ہو جائیں گے۔ جس کا اثر یہ ہو گا کہ دشمن آپ ﷺ کی عسکری تیاری اور جذبہ دیکھ کر خود ہی لڑائی کے ارادہ سے باز رہے گا۔ اگر ایسا نہ ہوا اور اُس نے حملہ کی ٹھان لی تو اللہ تعالیٰ اُس سے نمٹنے پر قادر ہے اور اُسے عبرت ناک سزا دے سکتا ہے۔

آیات ۸۵ تا ۸۷

اچھی دعوت صدقہ جاریہ اور بری دعوت گناہ جاریہ ہے

جو کرے گا سفارش، اچھی سفارش	مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً
ہو گا اُس کا حصہ اُس میں سے	يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنْهَا
اور جو کرے گا سفارش، بری سفارش	وَمَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً

يَكُنْ لَهُ كَفْلٌ مِنْهَا	ہوگا اُس کے لیے بوجھ اُس میں سے
وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيبًا ﴿۱۵﴾	اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔
وَإِذَا حُيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ	اور جب تمہیں دعا دی جائے سلامتی کی
فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا	تو تم دعا دو بہتر اُس سے
أَوْ رُدُّوهَا	یا لو ٹا دو اُسی کو
إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا ﴿۱۶﴾	بے شک اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔
اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ	اللہ! نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے
لِيَجْزِعَكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ ۚ	وہ ضرور تمہیں جمع کرے گا قیامت کے دن کہ جس کے آنے میں کوئی شک نہیں
وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا ﴿۱۷﴾	اور کون زیادہ سچا ہے اللہ سے بات کہنے میں۔

ان آیات میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ جو نیکی کی طرف بلائے گا اُسے نیکی کرنے والے کے برابر اجر ملے گا اور جو برائی کی طرف دعوت دے گا اُسے برائی کرنے والے کے برابر سزا ملے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خیر کی دعوت عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

مزید ارشاد ہوا کہ جب بھی تمہیں کسی کی طرف سے سلام کی صورت میں سلامتی کی دعا کا تحفہ ملے تو تم جواب میں زیادہ بہتر دعا دو یا کم از کم تحفہ پیش کرنے والے کو ویسی ہی دعا تو ضرور دو۔ اگر سلام کرنے والے نے "السلام علیکم" کہا ہے تو جواب میں "وعلیکم السلام ورحمة اللہ" کہا جائے۔ اور اگر سلام کے الفاظ ہوں "السلام علیکم ورحمة اللہ" تو جواب میں کہا جائے "وعلیکم السلام ورحمة اللہ و برکاتہ"۔ اللہ تعالیٰ ہر شے کا یہاں تک کہ دعا اور جواب دعا کے کلمات کا بھی حساب رکھ رہا ہے۔ روزِ قیامت اس حساب کا نتیجہ ظاہر فرما دے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس روز ہمیں سرخرو فرمائے۔ آمین!

آیات ۸۸ تا ۸۹

منافقین کا ہجرت سے گریز

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ	تو کیا ہے تمہیں کہ منافقین کے بارے میں دو گروہ ہو گئے
وَاللَّهُ أَرْكَسَهُم بِمَا كَسَبُوا	حالانکہ اللہ نے الٹا پھیر دیا ہے انہیں (کفر کی طرف) اُس وجہ سے جو انہوں نے کمایا
أَتُرِيدُونَ أَنْ تَهْدُوا مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ ط	کیا تم چاہتے ہو کہ ہدایت دو اُسے جسے گمراہ کر دیا اللہ نے
وَمَنْ يُضِلِّ اللَّهُ	اور جسے گمراہ کر دیا اللہ نے
فَلَنْ تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا ۝۸۸	تو تم ہر گز نہیں پاؤ گے اُس کے لیے کوئی راستہ۔
وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا	وہ چاہتے ہیں کاش کہ تم کفر کرو جیسے انہوں نے کفر کیا
فَتَكُونُونَ سَوَاءً	پھر تم ہو جاؤ برابر
فَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ	تو نہ بناؤ ان میں سے کسی طرح کے دوست
حَتَّىٰ يَهَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ط	یہاں تک کہ وہ ہجرت کریں اللہ کی راہ میں
فَإِنْ تَوَلَّوْا	پھر اگر وہ رُخ پھیر لیں
فَاغْلُظْهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ	تو پکڑو انہیں اور قتل کرو انہیں جہاں تم پاؤ انہیں

اور نہ بناؤ اُن میں سے کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔	وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ^{۸۹}
--	--

نبی اکرم ﷺ کی مدینہ آمد کے بعد مختلف قبائل میں موجود مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ ہجرت کر کے مدینہ آجائیں تاکہ اُن کے لیے دین پر عمل کرنا آسان ہو اور مسلمانوں کی افرادی قوت میں اضافہ ہو۔ اپنا گھر، جائداد، کاروبار اور رشتہ دار چھوڑ کر نقل مکانی کرنا بڑے ہمت کے کاموں میں سے ہے۔ منافقین ایسا کرنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ ان آیات میں اہل ایمان کو آگاہ کیا گیا کہ جو مسلمان بغیر کسی حقیقی عذر کے ہجرت کے لیے تیار نہ ہوں وہ منافق ہیں۔ اُن کے لیے کوئی نرم گوشہ نہ رکھو۔ نہ اُن سے دوستی کرو اور نہ ہی اُن کا کوئی لحاظ رکھو۔ کافروں کی طرح اُن کے خلاف بھی جنگ کرو اور جہاں پاؤ وہیں اُنہیں قتل کرو۔

آیات ۹۰ تا ۹۱

ہجرت نہ کرنے والے منافقین کے لیے اللہ تعالیٰ کا حکم

سوائے اُن منافقین کے جو تعلق رکھتے ہیں ایسی قوم سے کہ تمہارے اور اُن کے درمیان معاہدہ ہے	إِلَّا الَّذِينَ يَصِلُونَ إِلَى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ
یا وہ آئیں تمہارے پاس کہ تنگ ہوں اُن کے سینے	أَوْ جَاءُوكُمْ حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ
کہ وہ لڑیں تم سے یا لڑیں اپنی قوم سے	أَنْ يُقَاتِلُوكُمْ أَوْ يُقَاتِلُوا قَوْمَهُمْ ^ط
اور اگر چاہتا اللہ تو یقیناً غلبہ دے دیتا اُنہیں تم پر	وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَسَّاطَهُمْ عَلَيْكُمْ
تو وہ ضرور لڑتے تم سے	فَلَقَتَلُوكُمْ ^ج
پس اگر وہ تم سے الگ رہیں	فَإِنْ اعْتَزَلُوكُمْ
پھر نہ لڑیں تم سے	فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ

وَالْقَوَالِيكُمُ السَّلَامَ	اور پیش کریں تمہیں صلح کا پیغام
فَمَا جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا ۝۹۰	تو پھر نہیں دی اللہ نے تمہیں اُن کے خلاف کوئی راہ (اقدام کرنے کی)۔
سَتَجِدُونَ آخَرِينَ	عنقریب تم پاؤ گے کچھ دوسروں کو
يُرِيدُونَ أَنْ يُبَايِعُوكُمْ	وہ چاہتے ہیں کہ امن میں رہیں تم سے
وَيُأْمِنُوا قَوْمَهُمْ	اور امن میں رہیں اپنی قوم سے بھی
كُلُّهُمْ رُدُّوْا إِلَى الْفِتْنَةِ	لیکن جب کبھی پھرے جاتے ہیں کسی فتنے کی طرف
أُرْكَسُوا فِيهَا ۚ	وہ پڑ جاتے ہیں اُس فتنے میں
فَإِنْ لَّمْ يَعْتَزُّوْكُمْ	تو اگر وہ الگ نہ رہیں تم سے
وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَامَ	اور نہ پیش کریں تمہیں صلح کا پیغام
وَيَكْفُرُوا بِأَيْدِيهِمْ	اور نہ روکیں اپنے ہاتھ
فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ ۖ	تو پکڑو انہیں اور قتل کرو انہیں جہاں تم پاؤ انہیں
وَأُولَٰئِكَ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِينًا ۝۹۱	اور یہی لوگ ہیں کہ ہم نے دیا ہے تمہیں جن کے خلاف کھلا اختیار۔

۱۲

ان آیات میں اہل ایمان کو حکم دیا گیا کہ بلا عذر ہجرت نہ کرنے والے اُن منافقین کے خلاف اقدام نہ کرو جن کا تعلق کسی ایسی قوم سے ہو جس سے تمہارا معاہدہ ہے۔ اسی طرح اگر اُن میں سے کوئی خود ہی آکر مجبوری کا اظہار کرے اور امان طلب کرے تو اُسے امان دے دو اور پھر دی گئی امان کا خیال رکھو۔ البتہ اگر کوئی منافق امان لے کر اسلام دشمن سرگرمی میں ملوث پایا جائے تو پھر موقع

ملنے ہی اُسے بھرپور سزا دو۔ واضح کیا گیا کہ منافقین کو جان کی امان دینے کی تین ہی صورتیں ممکن ہیں۔ ایک یہ کہ وہ اگر مسلمانوں سے صلح کر لیں۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کے خلاف کسی مہم میں شریک نہ ہوں۔ تیسرے یہ کہ اگر انہیں مجبوراً شریک ہونا ہی پڑے تو پھر اپنے ہاتھ روکے رکھیں یعنی عملاً لڑائی میں شامل نہ ہوں۔ اگر یہ تینوں باتیں نہ پائی جائیں تو ان کے خلاف مسلمانوں کو ہر ممکن کارروائی کا پورا حق حاصل ہے۔

آیت ۹۲

قتل خطا کا کفارہ

اور زیبا نہیں کسی مومن کو کہ وہ قتل کرے کسی مومن کو مگر غلطی سے	وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَاً ج
اور جس نے قتل کیا کسی مومن کو غلطی سے	وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَاً
تو آزاد کرنا ہے ایک مومن غلام	فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ
اور خون بہا حوالے کرنا ہے مقتول کے گھر والوں کو	وَدِيَّةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ
سوائے اس کے کہ وہ معاف کر دیں	إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا
اور اگر مقتول ہو کسی ایسی قوم سے جو دشمن ہے تمہاری اور وہ مقتول مومن تھا	فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ
تو آزاد کرنا ہے ایک مومن غلام	فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ط
اور اگر مقتول تھا اُس قوم سے تھا کہ تمہارے اور ان کے درمیان معاہدہ ہے	وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيثَاقٌ

فَدِيَّةٌ مِّسْلَمَةٌ إِلَى أَهْلِهَا	تو خون بہا حوالے کرنا ہے مقتول کے گھر والوں کو
وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ	اور آزاد کرنا ہے ایک مومن غلام
فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ	پھر جو نہ پائے
فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ	تو روزے رکھنے ہیں دو ماہ لگاتار
تَوْبَةً مِّنَ اللَّهِ	توبہ کرتے ہوئے اللہ سے
وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿۹۷﴾	اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں آگاہ کیا گیا کہ اگر کوئی مسلمان غلطی سے کسی مسلمان کو قتل کر دے تو اُس کے کفارہ کی صورت یہ ہوگی:

- i- ایک مسلمان غلام کو آزاد کرنا اور مقتول کے ورثاء کو خون بہا ادا کرنا۔
- ii- مقتول مسلمان ہو لیکن اُس کا تعلق کسی دشمن قوم سے ہو تو صرف مسلمان غلام کو آزاد کرنا۔
- iii- اگر مقتول کی قوم سے معاہدہ ہو تو پھر ورثاء کو خون بہا دینا اور مسلمان غلام آزاد کرنا۔
- iv- اگر قاتل کو آزاد کرنے کے لیے غلام میسر نہ ہو یا وہ مالی اعتبار سے غلام آزاد کرنے کی سکت نہ رکھتا ہو تو پھر لگاتار دو مہینوں کے روزے رکھنا۔

فقہاء نے احادیث مبارکہ کی روشنی میں تحریر کیا ہے کہ ذمی کو غلطی سے قتل کرنے کا بھی وہی حکم ہے جو مسلمان مقتول کے لیے ہے۔ اسی طرح مسلمان غلام کے بجائے مسلمان کنیز کو بھی آزاد کیا جاسکتا ہے۔

آیت ۹۳

قتل ناحق کا وبال

وَمَنْ يَقْتُلْ مُّؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا	اور جو قتل کرے کسی مومن کو جان بوجھ کر
--	--

فَجَزَّأُوهُم جَهَنَّمَ	تو اُس کا بدلہ جہنم ہے
خُلِدًا فِيهَا	وہ ہمیشہ رہنے والا ہے اُس میں
وَعِظَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ	اور غضبناک ہوا اللہ اُس پر
وَلَعْنَهُ	اور اللہ نے لعنت کی اُس پر
وَاَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ﴿٩٣﴾	اور اللہ نے تیار کیا ہے اُس کے لیے بڑا عذاب۔

اس آیت میں خبردار کیا گیا کہ جس نے کسی مسلمان کو جان بوجھ کر ناحق قتل کیا اور توبہ و ندامت کے بغیر مر گیا تو وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس پر ناراض ہوا۔ اُس پر اللہ تعالیٰ نے پھٹکار نازل کی اور اُس کے لیے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ قتل ناحق کسی غیر مسلم کا ہو تو وہ بھی شدید جرم ہے لیکن اگر مسلم کا ہو تو مزید سنگین جرم بن جاتا ہے۔ یہ ایسا خبیث جرم ہے کہ اس دنیا میں اس کا کفارہ ممکن ہی نہیں۔ دنیا میں اس کی سزا قصاص اور آخرت میں جہنم ہے۔ اس آیت میں جہنم کی سزا بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے غضب، اُس کی لعنت اور عظیم عذاب کے ذکر سے اس جرم کی شدت و خباثت ظاہر ہو جاتی ہے۔ یہ جرم ہمارے ہاں بہت عام ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایک دوسرے کی جان کا احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۹۴

سلام کرنے والے کو بلا تحقیق کافر نہ سمجھو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ	جب تم سفر پر نکلو اللہ کی راہ میں
فَتَبَيَّنُوا	تو تحقیق کر لیا کرو

اور نہ کہو اُسے جو پیش کرے تمہیں سلام کہ تم مومن نہیں ہو	وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْفَى إِلَيْكُمْ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ
تم چاہتے ہو مال و اسباب دنیا کی زندگی کا	تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
تو اللہ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں	فَعِنْدَ اللَّهِ مَغَانِمٌ كَثِيرَةٌ
ایسے ہی تم بھی تھے اس سے پہلے	كَذَلِكَ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلُ
تو احسان فرمایا اللہ نے تم پر	فَمَنْ اللَّهُ عَلَيْكُمْ
تو تحقیق کر لیا کرو	فَتَبَيَّنُوا
بے شک اللہ اُس سے جو تم کر رہے ہو خوب باخبر ہے۔	إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿۹۶﴾

جنگوں کے دوران ایک پیچیدگی یہ پیش آتی تھی کہ مسلمان جب کسی دشمن گروہ پر حملہ کرتے اور اُس گروہ میں شامل کوئی شخص اپنا مسلمان ہونا ظاہر کرنے کے لیے "السلام علیکم" کہہ دیتا۔ مسلمانوں کو گمان ہوتا کہ شاید یہ کافر ہے لیکن محض جان بچانے کے لیے سلام کر رہا ہے۔ اس لیے بعض اوقات وہ اُسے قتل کر دیتے اور اُس کی چیزیں غنیمت کے طور پر حاصل کر لیتے۔ نبی اکرم ﷺ نے ایسے ہر موقع پر نہایت سختی کے ساتھ سرزنش فرمائی مگر اس قسم کے واقعات برابر پیش آتے رہے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس پیچیدگی کو حل فرمایا۔ اس آیت میں یہ ہدایت دی گئی کہ اگر کوئی شخص زبان سے اپنے مسلمان ہونے کا اظہار کرے اور کسی کفریہ عقیدہ کو زبان پر نہ لائے تو اُس کے متعلق تمہیں سرسری طور پر یہ فیصلہ کر دینے کا حق نہیں ہے کہ وہ محض جان بچانے کے لیے جھوٹ بول رہا ہے۔ حقیقت تو تحقیق ہی سے معلوم ہوگی کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا۔ تحقیق کے بغیر جھوٹ دینے میں اگر یہ امکان ہے کہ ایک کافر جھوٹ بول کر جان بچالے جائے، تو قتل کر دینے میں اس کا امکان بھی ہے کہ ایک مومن

بے گناہ تمہارے ہاتھ سے مارا جائے۔ بہر حال ایک کافر کو چھوڑ دینے میں غلطی کرنا اس سے کہیں بہتر ہے کہ ایک مومن کو قتل کرنے میں غلطی کی جائے۔

آیات ۹۵ تا ۹۶

اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنے کی فضیلت

برابر نہیں ہیں بیٹھ رہنے والے مومنوں میں سے بغیر کسی عذر کے	لَا يَسْتَوِي الْقُعْدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ
اور جہاد کرنے والے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے	وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ
فضیلت دی ہے اللہ نے جہاد کرنے والوں کو اپنے مال اور اپنی جانوں سے بیٹھ رہنے والوں پر درجہ میں	فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقُعْدِينَ دَرَجَةً ط
اور سب سے وعدہ فرمایا اللہ نے بھلائی کا	وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى ط
اور فضیلت دی ہے اللہ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر ایک شاندار بدلے سے۔	وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقُعْدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ۝۹۵
یہ درجے ہیں اللہ کی طرف سے اور بخشش اور رحمت	دَرَجَاتٍ مِنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً
اور اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔	وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝۹۶

ان آیات میں ارشاد ہوا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال و جان سے جہاد کے لیے نکلتے ہیں وہ درجات کے اعتبار سے اُن پر فضیلت رکھتے ہیں جو بلا عذر گھر بیٹھے رہتے ہیں۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ نے ہر باعمل اور سچے مومن سے بھلائی کا وعدہ فرما رکھا ہے لیکن اللہ تعالیٰ بلا عذر گھر بیٹھے رہنے والوں کے مقابلہ میں اپنی راہ میں نکل کر قربانیاں دینے والوں کو شاندار اجر عطا فرمائے گا۔ البتہ یہاں ذکر اُن بیٹھنے والوں کا ہے جو جہاد کے فرض کفایہ ہونے کی صورت میں میدانِ جنگ کی طرف جانے کے بجائے دوسرے کاموں میں لگے رہیں۔ یہاں اُن بیٹھنے والوں کا ذکر نہیں ہے جن کو جہاد پر جانے کا حکم دیا جائے اور وہ بہانے کر کے بیٹھے رہیں، یا نفیر عام ہو اور جہاد فرض عین ہو جائے پھر بھی وہ جنگ پر جانے سے جی چرائیں۔ ایسی صورت میں جہاد کے لیے نہ نکلنے والا صرف منافق ہی ہو سکتا ہے اور اُس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی بھلائی کا وعدہ نہیں ہے الا یہ کہ وہ کسی حقیقی معذوری کا شکار ہو۔

آیات ۹۷ تا ۹۹

اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت نہ کرنے والوں کا انجام

بے شک وہ کہ قبض کرتے ہیں جن کی جانیں فرشتے	إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّيْنَاهُمُ الْمَلَائِكَةُ
اس حال میں کہ وہ ظلم کرنے والے تھے اپنی جانوں پر	ظَالِمِينَ أَنْفُسِهِمْ
فرشتے پوچھتے ہیں کہ کس حال میں تم لوگ تھے؟	قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ ^ط
وہ کہتے ہیں ہم تھے بے بس زمین میں	قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ^ط
فرشتے کہتے ہیں کیا نہیں تھی اللہ کی زمین کشادہ	قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً
تو تم ہجرت کر جاتے اُس میں	فَتَهَاجِرُوا فِيهَا ^ط
پس یہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے	فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ^ط

وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝۹۷	اور وہ بہت ہی بری لوٹنے کی جگہ ہے۔
إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانَ	سوائے وہ بے بس مرد، عورتیں اور بچے
لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً	جو نہیں کر سکتے کوئی تدبیر ہجرت کی
وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ۝۹۸	اور نہ ہی وہ جانتے ہیں راستہ۔
فَأُولَٰئِكَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُمْ ۝۹۹	سو یہ لوگ ہیں قریب ہے اللہ کہ معاف کر دے انہیں
وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا ۝۱۰۰	اور اللہ بہت معاف کرنے والا، بہت بخشنے والا ہے۔

یہ آیات خبردار کر رہی ہیں کہ جو لوگ بلا عذر اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت نہیں کرتے 'موت کے وقت فرشتے انہیں ملامت کرتے ہیں اور جہنم میں داخل ہونے کی وعید سناتے ہیں۔ البتہ جو مسلمان واقعی معذور ہوں جیسے بیمار، بچے، بوڑھے، عورتیں اور کافروں کی قید میں پڑے ہوئے مسلمان تو اللہ تعالیٰ انہیں ہجرت نہ کرنے پر سزا نہیں دے گا۔ اسی طرح ان مسلمانوں کو بھی معاف کر دیا جائے گا جن کے پاس سواری کا بندوبست نہ ہو اور نہ ہی وہ پیدل سفر کی مشقت اٹھانے کے قابل ہوں یا انہیں دارالاسلام تک پہنچنے کا راستہ ہی معلوم نہ ہو۔

آیت ۱۰۰

اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کا اجر

وَمَنْ يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ	اور جو ہجرت کرے گا اللہ کی راہ میں
يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرْعَمًا كَثِيرًا وَسَعَةً	وہ پائے گا زمین میں پناہ کے لیے بڑی جگہ اور وسعت
وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَ	اور جو نکلا اپنے گھر سے ہجرت کرنے اللہ اور اُس کے

رَسُولُكَ	رسول کی طرف
ثُمَّ يَدْرِكُهُ الْمَوْتُ	پھر آپکا اُسے موت نے
فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ط	تو ثابت ہو گیا اُس کا اجر اللہ کے ذمہ
وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝	اور اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

۱۱

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کی فضیلت و برکت کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی طرف ہجرت کرنے والوں کو بشارت دی گئی کہ اُن کے لیے اللہ تعالیٰ نے زمین میں بڑی وسعت اور نعمتیں رکھی ہیں۔

جرات ہے نمو کی تو فضا تنگ نہیں ہے

اے مردِ خدا! ملکِ خدا تنگ نہیں ہے

پھر آخرت کا ثواب درجہات تو وہم و گمان سے بالاتر ہے۔ ہجرت کے لیے گھر سے نکلنے کے ساتھ ہی انسان اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر عظیم کا حق دار ہو جاتا ہے خواہ اُسے راستے ہی میں موت کا سامنا کرنا پڑے۔ البتہ شرط یہ ہے کہ ہجرت اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے لیے ہو۔ ایک حدیث مبارکہ کے مطابق جس نے مال کی طلب یا کسی عورت کے نکاح کے خیال سے ہجرت کی تو اُس کی ہجرت کا بدلہ وہی چیز ہے جس کی طرف اُس نے ہجرت کی۔

آیت ۱۰۱

نماز میں قصر کرنے کا حکم

وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ	اور جب تم سفر کرو زمین میں
فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ	تو نہیں ہے تم پر کچھ حرج
أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ	کہ تم کچھ کمی کر لو نماز میں

اگر تم ڈرتے ہو کہ ستائیں گے تمہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا	إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يُفْتِنَكُمْ الَّذِينَ كَفَرُوا ط
بے شک کافر تو تمہارے کھلے دشمن ہیں۔	إِنَّ الْكُفْرِينَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا مُبِينًا ۝۱۰

اس آیت میں دورانِ سفر نماز میں قصر کرنے کا حکم ہے۔ آیت کے الفاظ کی روشنی میں بظاہر یہ حکم محض اجازت کے درجہ میں ہے اور وہ بھی اُس سفر کے دوران ہے جس میں دشمن سے خطرہ محسوس ہو۔ البتہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے کہ آپ ﷺ نے ہر سفر کے دوران جس کی ایک معینہ مسافت ہو نماز میں قصر کی سہولت اختیار کی۔ البتہ قصر کی سہولت اختیار کرنے کے لیے مسافت کے فاصلے اور سفر کے دوران کسی مقام پر قیام کی مدت کے حوالے سے فقہاء کی مختلف آراء ہیں۔ نماز میں قصر سے مراد یہ ہے کہ ظہر، عصر اور عشاء کے وقت دو فرض جبکہ، مغرب کے وقت تین فرض ادا کیے جائیں۔ فجر کی نماز میں کوئی کمی نہیں کی جاتی اور عشاء کی نماز میں وتر بھی ادا کیے جاتے ہیں۔

آیت ۱۰۲

صلوۃ الخوف کا حکم

اور اے نبی! جب آپ موجود ہوں اُن میں	وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ
پھر آپ قائم کریں اُن کے لیے نماز	فَأَقْبَتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ
تو چاہیے کہ کھڑی ہو ایک جماعت اُن میں سے آپ کے ساتھ	فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَكَ
اور وہ پکڑے رکھیں اپنے ہتھیار	وَلْيَاْخُذُوا أَسْلِحَتَهُمْ
پھر جب وہ سجدہ کر چکیں	فَإِذَا سَجَدُوا

فَلْيَكُونُوا مِنْ وَرَائِكُمْ ۖ	تو وہ ہو جائیں تمہارے پیچھے
وَلَتَأْتِ طَائِفَةٌ أُخْرَىٰ لَمْ يُصَلُّوا	اور آجائے دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی
فَلْيَصَلُّوا مَعَكَ	پھر وہ نماز پڑھ لے آپ کے ساتھ
وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ ۚ	اور وہ پکڑے رکھیں اپنی ڈھالیں اور اپنے ہتھیار
وَالَّذِينَ كَفَرُوا	چاہتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ	کاش کہ تم غافل ہو جاؤ اپنے اسلحہ اور اپنے ساز و سامان سے
فَيَبْسِلُونَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَاحِدَةً ۖ	تو وہ ٹوٹ پڑیں تم پر ایک ہی بار حملہ کر کے
وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ	اور نہیں ہے کوئی گناہ تم پر
إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِنْ مَّطَرٍ	اگر ہو تمہیں تکلیف بارش کی وجہ سے
أَوْ كُنْتُمْ مَّرْضَىٰ	یا تم ہو بیمار
أَنْ تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ	کہ تم رکھ دو اپنے ہتھیار
وَخُذُوا حِذْرَكُمْ	اور پکڑے رکھو اپنی ڈھالیں
إِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ۝۱۰	بے شک اللہ نے تیار کیا ہے کافروں کے لیے رسوا کرنے والا عذاب۔

اس آیت میں دورانِ جنگ یا کسی اور وجہ سے خوف کی حالت میں باجماعت نماز کی ادائیگی کا ذکر ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جنگ کی خاطر سفر کے دوران ہر صحابیؓ کی خواہش ہوتی تھی کہ وہ آپ ﷺ کی امامت میں نماز ادا کریں۔ اس حالت میں باجماعت نماز کی ادائیگی کی کئی صورتیں روایات میں بیان کی گئی ہیں۔ ان صورتوں میں سے ایک یہ ہے کہ ساتھیوں کی نصف تعداد آپ ﷺ کے ساتھ نماز میں شریک ہو۔ آپ ﷺ آدھی نماز کے بعد تشریف فرما رہیں اور وہ ساتھی اپنی نماز مکمل کر کے چلے جائیں۔ اب باقی ساتھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز میں ایسے شریک ہوں جیسے تاخیر سے آنے والے شریک ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ بقیہ نماز مکمل کر کے سلام پھیر دیں اور یہ ساتھی بعد میں اپنی نماز مکمل کر لیں۔ نماز کے دوران اپنے اسلحہ اور سامانِ دفاع کو ساتھ رکھیں تاکہ کفار کوئی جارحیت نہ کر سکیں۔

آیت ۱۰۳

نماز پابندی وقت کے ساتھ فرض ہے

فَإِذَا قُضِيَتْهُمُ الصَّلَاةُ	پھر جب تم ادا کر چکو نماز
فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَمًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ ۚ	تو ذکر کرو اللہ کا کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور لیٹے ہوئے اپنی کروٹوں پر
فَإِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ	پھر جب تم اطمینان پالو
فَاقِيمُوا الصَّلَاةَ	تو قائم کرو نماز
إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا ﴿۱۰۳﴾	بے شک نماز فرض ہے مومنوں پر مقررہ اوقات میں۔

اس آیت میں پابندی وقت کے ساتھ نماز کی فرضیت کا حکم ہے۔ یہ ہدایت بھی ہے کہ نماز کی حکمت ہے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا لیکن نماز کے بعد بھی ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری رکھنا ہے۔ ذکر کے معنی ہیں اسْتَحْضَرُ اللہ فی الْقَلْبِ یعنی دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد

بسائے رکھنا۔ ذکر تلاوتِ قرآنِ حکیم، تسبیح، تحمید، تکبیر، تہلیل، استغفار، مسنون اذکار اور دعاؤں کے ذریعہ کیا جاسکتا ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص خاموش ہے لیکن اُس کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہے تب بھی وہ حالتِ ذکر میں ہے۔ پھر ذکر سے مراد یہ بھی ہے کہ ہم ہر کام کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احکامات اور نبی کریم ﷺ کی سنت کو یاد رکھیں، جھوٹ نہ بولیں، کسی کو دھوکہ نہ دیں اور اپنے جملہ فرائض دیانت داری سے ادا کریں۔

آیت ۱۰۴

مسلمان اور کافر کے عمل کا فرق

وَلَا تَهْنُؤْا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ ط	اور کمزوری نہ دکھاؤ (دشمن) قوم کا پیچھا کرنے میں
اِنْ تَكُونُوا تَاْلَمُونَ	اگر تم نے دکھ جھیلایا ہے
فَاِنَّهُمْ يَأْتُونَ كَمَا تَاْلَمُونَ ج	تو بے شک انہوں نے بھی دکھ جھیلایا ہے جیسے تم نے دکھ جھیلایا ہے
وَتَرْجُونَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُونَ ط	اور تم تو امید رکھتے ہو اللہ سے اُس (اجر) کی جس کی وہ اُمید نہیں رکھتے
وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝۱۰۴	اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔

۱۰۴

یہ آیت مسلمانوں کو ترغیب دے رہی ہے کہ کیسے ہی مشکل حالات ہوں وہ کفار کا مقابلہ اور تعاقب کرنے میں کمزوری نہ دکھائیں۔ کفار باطل کے لیے مال و جان کی قربانیاں دے رہے ہیں حالانکہ انہیں آخرت میں کسی خیر کی امید نہیں۔ اُن کے سامنے صرف دنیا اور اُس کے ناپائیدار فائدے ہیں۔ اس کے برعکس مسلمان اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں دیں گے تو انہیں اللہ سبحانہ تعالیٰ کی خوشنودی و تقرب اور آخرت کے ابدی و اعلیٰ انعامات حاصل ہونے کی توقع ہے۔ جنگ میں جیسے جانی نقصان یا دکھ مسلمانوں کو پہنچتا ہے ویسے ہی کافروں کو بھی پہنچتا ہے۔ کافر باطل پر ہو کر یہ سب کچھ برداشت کرتے ہیں تو پھر مسلمان حق پر ہو

کر یہ سب کیوں نہ برداشت کریں؟ مسلمان شہید ہو جائیں یا زندہ سلامت گھر آجائیں، دونوں صورتوں میں انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عظیم اجر و ثواب ملنے کی امید ہے۔

آیات ۱۰۵ تا ۱۰۶

عدل کرو، خیانت کرنے والے کی طرف داری نہ کرو

اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ	بے شک اے نبی! ہم نے نازل کی ہے آپ کی طرف کتاب حق کے ساتھ
لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا اَدَّبَكَ اللّٰهُ ط	تاکہ آپ فیصلہ کریں لوگوں کے درمیان اُس کے ذریعہ جو بصیرت دی ہے آپ کو اللہ نے
وَلَا تَكُنْ لِلْخَائِنِينَ خَصِيْبًا ۝۱۰۵	اور نہ بنیں خیانت کرنے والوں کی طرف سے جھگڑنے والے۔
وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ	اور بخشش مانگیے اللہ سے
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۱۰۶	بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

ان آیات میں آگاہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ پر ایسی کتاب نازل فرمائی ہے جو سو فیصد حق ہے۔ نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے توسط سے ہر حاکم اور قاضی کو ہدایت دی گئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی جانے والی بصیرت اور فہم کو بروئے کار لاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب کی روشنی میں عدل کریں۔ کسی مصلحت یا خوف کی وجہ سے خیانت کرنے والوں کی طرف داری نہ کریں۔ اس حوالے سے اگر لاشعوری طور پر خطا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سے بخشش کا سوال کریں۔ وہ ہر خطا کو بخشنے والا اور بہت رحم فرمانے والا ہے۔

آیات ۱۰۷ تا ۱۰۹

عدل کے معاملہ میں تعصب نہ کرو

اور اے نبی! جھگڑانہ کیجئے اُن کی طرف سے جو خیانت کرتے ہیں اپنے آپ سے	وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَلُونَ أَنفُسَهُمْ ط
بے شک اللہ پسند نہیں کرتا اُسے جو خیانت کرنے والا، گناہ گار ہو۔	إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا ۝۱۰۷
وہ چھپا سکتے ہیں (اپنے ارادے) لوگوں سے	يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ
اور نہیں چھپا سکتے اللہ سے	وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللَّهِ
اور وہ اُن کے ساتھ ہوتا ہے	وَهُوَ مَعَهُمْ
جب وہ مشورہ کرتے ہیں رات کو ایسی بات کا، وہ خوش نہیں ہوتا جس سے	إِذْ يَبْيِثُونَ مَا لَا يَرْضَى مِنَ الْقَوْلِ ط
اور اللہ اُس کا جو وہ کر رہے ہیں احاطہ کرنے والا ہے۔	وَكَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ۝۱۰۸
(اے مسلمانو) سنو! یہ تم ہی تو ہو	هَآأَنْتُمْ هَآؤَۤلَآءِ
جو جھگڑتے ہو اُن کی طرف سے دنیا کی زندگی میں	جَدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
پس کون جھگڑے گا اللہ سے اُن کے بارے میں روزِ قیامت؟	فَمَنْ يُجَادِلُ اللَّهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ
یا کون ہو گا اُن کا وکیل؟	أَمْ مَنْ يَكُونُ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ۝۱۰۹

ان آیات کے پس منظر میں ایک واقعہ ہے۔ ایک منافق نے چوری کا جرم کیا لیکن الزام ایک یہودی پر لگا دیا۔ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ منافق کی باتوں سے متاثر ہو کر اُسے سچا سمجھنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ حقیقتِ حال سے آگاہ فرما دیا۔ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کو اس طرح کے جھوٹے اور خیانت کرنے والے عناصر کی حمایت کرنے سے منع فرمایا۔ ان آیات کا پیغام یہ ہے کہ عدل کے معاملہ میں کسی تعصب کا دخل نہیں ہونا چاہیے۔ ہر صورت میں عدل کرنا چاہیے خواہ اس کا فائدہ کسی کافر کو ہی کیوں نہ پہنچے۔

آیات ۱۰ تا ۱۲

گناہ گار مایوس اور ناامید نہ ہوں

وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا	اور جس نے کی کوئی برائی
أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ	یا کیا ظلم اپنے آپ پر
ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ	پھر مانگی بخشش اللہ سے
يَجِدِ اللَّهَ عَفُورًا رَحِيمًا ۱۰	وہ پائے گا اللہ کو بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا۔
وَمَنْ يَكْسِبْ إِثْمًا	اور جس نے کمایا گناہ
فَإِنَّمَا يَكْسِبُهُ عَلَى نَفْسِهِ	تو بے شک وہ کماتا ہے گناہ اپنے ہی لیے
وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۱۱	اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔
وَمَنْ يَكْسِبْ خَطِيئَةً أَوْ إِثْمًا	اور جس نے کمائی کوئی خطایا کوئی گناہ
ثُمَّ يَرْمِ بِهِ بَرِيئًا	پھر اُس کا الزام تھوپ دیا کسی بے گناہ پر

فَقَدْ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ۝

تو اُس نے اٹھایا ایک بہتان اور کیا ایک واضح گناہ۔

ان آیات میں گناہ گاروں کو ناامیدی سے بچانے کے لیے فرمایا گیا کہ گناہ چھوٹا ہو یا بڑا، جب بھی گناہ گار سچے دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ و استغفار کرے گا تو اللہ تعالیٰ کو غفور اور رحیم پائے گا۔ جو توبہ نہ کرے وہ کسی کا کچھ نہیں بگاڑتا بلکہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ البتہ ایسے لوگوں کے لیے توشید و عید ہے جو جرم کرنے کے بعد نادم ہونے کے بجائے الزام کسی اور کے سر ڈال دیتے ہیں۔ اُن کے لیے دگنا عذاب ہے کیونکہ اُنہوں نے دو جرم کیے ہیں۔ ایک خود گناہ کا کام کیا اور دوسرا اس سے بھی بڑا جرم کہ اُس گناہ کو کسی بے قصور کے سر تھوپ کر اُسے مجرم بنانے کی کوشش کی۔

آیت ۱۱۳

نبی اکرم ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا فضل

وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ	اور اے نبی! اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل آپ پر اور اُس کی رحمت
لَهَمَّتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ أَنْ يُضِلُّوكَ ۝	یقیناً تہیہ کر چکا تھا ایک گروہ اُن میں سے کہ راہِ عدل سے ہٹا دے آپ کو
وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ	اور وہ نہیں بہکا رہے مگر اپنے ہی آپ کو
وَمَا يَضُرُّونَكَ مِنْ شَيْءٍ ۝	اور وہ نہیں نقصان پہنچا سکتے آپ کو کچھ بھی
وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ	اور نازل کی ہے اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت
وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۝	اور سکھایا آپ کو وہ کچھ جو آپ نہیں جانتے تھے
وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ۝	اور اللہ کا فضل آپ پر بہت ہی بڑا ہے۔

اس آیت میں نبی اکرم ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی عظیم عنایات کا بیان ہے۔ آپ ﷺ کو منافقین چرب زبانی کے ذریعہ غلط فیصلہ کی طرف لے جانا چاہتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ آپ ﷺ کو حقیقتِ حال سے آگاہ فرمادیا۔ اُس نے آپ ﷺ کو کتاب و حکمت کے خزانے دیے اور وہ کچھ سکھایا جو آپ ﷺ نہیں جانتے تھے۔ بلاشبہ آپ ﷺ پر اُس کا فضل بہت ہی بڑا ہے۔ اس آیت میں یہ بھی واضح کیا گیا کہ اگر بالفرض منافقین جھوٹ بول کر آپ ﷺ کو غلط فہمی میں مبتلا کرنے میں کامیاب ہو جاتے اور اپنے حق میں عدل کے خلاف فیصلہ حاصل کر لیتے تو نقصان اُنہی کا تھا، آپ ﷺ کا کچھ بھی نہ بگڑتا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مجرم وہ ہے جو جھوٹ بولے اور دوسرے کو دھوکہ دے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "میں بہر حال ایک انسان ہی تو ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ تم ایک مقدمہ میرے پاس لاؤ اور تم میں سے ایک فریق دوسرے کی بہ نسبت زیادہ چرب زبان ہو اور اُس کے دلائل سُن کر میں اُس کے حق میں فیصلہ کر دوں۔ مگر یہ سمجھ لو کہ اگر اس طرح اپنے کسی بھائی کے حق میں سے کوئی چیز تم نے میرے فیصلہ کے ذریعے حاصل کی، تو دراصل تم دوزخ کا ایک ٹکڑا حاصل کرو گے"۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

آیت ۱۱۴

نبوی کی پسندیدہ صورت

لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّنْ نُّجْوَاهُمْ	کوئی بھلائی نہیں اُن کی بہت سی سرگوشیوں میں
إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ	سوائے اُس کے جو ترغیب دے صدقے کی
أَوْ مَعْرُوفٍ	یا نیکی کی
أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ط	یا لوگوں کے درمیان صلح کرانے کی
وَمَن يَفْعَلْ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ	اور جس نے کیا ایسا حاصل کرنے کے لیے اللہ کی رضا
فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ۝۱۱۴	تو عنقریب ہم دیں گے اُسے شاندار بدلہ۔

نجوی یعنی کسی اجتماعیت کے بارے میں خفیہ مشورہ و تبصرہ پسندیدہ عمل نہیں ہے۔ سورہ مجادلہ کی آیت ۸ میں اس سے منع کیا گیا ہے۔ اس آیت میں نبوی کی پسندیدہ صورت یہ بتائی گئی کہ تنہائی میں کسی کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرنے کی ترغیب دینا کسی نیکی کی طرف مائل کرنا یا باہم اختلافات کو ختم کرنے کی کوشش کرنا۔ ایک بار نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا "کیا میں تمہیں ایسے کام کی خبر نہ دوں جو نماز، روزہ اور صدقہ سے بھی افضل ہے؟" صحابہؓ نے عرض کیا "بتائیے"۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا "دو افراد کے درمیان صلح کرانا" (ترمذی)۔ آیت کے آخر میں بشارت دی گئی کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر تنہائی میں کسی کو نیک کاموں کی طرف مائل کرے گا تو عنقریب اللہ تعالیٰ اُسے شاندار بدلہ عطا فرمائے گا۔

آیت ۱۱۵

اجماع امت کے لیے قرآن حکیم سے دلیل

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ	اور جو مخالفت کرے رسول کی
مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ	اس کے بعد کہ واضح ہو چکی اُس پر ہدایت
وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ	اور چلے اُس راہ پر جو الگ ہے مومنوں کی راہ سے
نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ	تو ہم پھیر دیں گے اُسے جدھر وہ خود پھرا ہے
وَنُصَلِّهِ جَهَنَّمَ ۚ	اور ڈال دیں گے اُسے جہنم میں
وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝۱۱۵	اور وہ بہت ہی بری لوٹنے کی جگہ ہے۔

۱۱۵

شریعت کے ماخذ چار ہیں۔ سب سے پہلے قرآن کریم، پھر حدیث نبوی ﷺ، پھر اجماع امت اور آخر میں قیاس۔ یہ آیت اجماع امت کے ماخذ شریعت ہونے کے لیے دلیل قرآنی فراہم کرتی ہے۔ اجماع امت کو اس آیت میں "سبیل المؤمنین" یعنی مومنوں کا راستہ کہا گیا ہے۔ فرمایا کہ جو کوئی مومنوں کے راستے کو چھوڑ کر یعنی مومنوں کے متفقہ فیصلے کو رد کر کے کوئی الگ روش اختیار

کرے تو وہ دراصل نبی کریم ﷺ کی امت میں انتشار پیدا کرنے کا مجرم ہوگا۔ یہ درحقیقت اللہ کے رسول ﷺ سے دشمنی کی صورت ہے کہ اُن کی امت میں پھوٹ ڈال دی جائے۔ ایسا کرنے والے کو اللہ تعالیٰ جہنم رسید کرے گا۔

آیات ۱۱۶ تا ۱۱۷

شُرک کا جرم معاف نہیں کیا جائے گا

بے شک اللہ معاف نہیں کرے گا اسے کہ شرک کیا جائے اُس کے ساتھ	إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ
اور معاف فرمادے گا جو اس کے علاوہ ہے، جس کے لیے چاہے گا	وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ط
اور جس نے شرک کیا اللہ کے ساتھ	وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ
تو یقیناً وہ جاڑا بہت دور کی گمراہی میں۔	فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝۱۱۶
وہ نہیں پکارتے اللہ کے سوا مگر چند زنا نہ ناموں کو	إِنْ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا إِنشَاءً ج
اور وہ نہیں پکارتے مگر سرکش شیطان کو۔	وَإِنْ يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَرِيدًا ۝۱۱۷

اس سورہ مبارکہ کی آیت ۸ کی طرح آیت ۱۱۶ میں بھی یہ اعلان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرے گا اس کے علاوہ جس گناہ کو چاہے گا معاف فرمادے گا۔ شرک کرنے والا درحقیقت بہت دور کی گمراہی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شرک کی حقیقت اور اس کی مختلف صورتوں کو سمجھنے اور ان سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! شرک کے علاوہ دیگر گناہوں کے لیے بھی کھلی چھٹی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جس گناہ کو چاہے گا معاف فرمادے گا۔ البتہ سچی توبہ سے شرک سمیت تمام بڑے گناہ بھی معاف کر دیے جائیں گے۔ آیت ۱۱۷ میں ارشاد ہوا کہ مشرکین عرب چند زنا نہ ناموں کو اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں۔ اُن کے بتوں کے

نام مؤنث تھے جیسے لات، عزی، مناتہ، نائلہ وغیرہ۔ وہ فرشتوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دے کر اُن کی پوجا کرتے تھے۔ بتوں، فرشتوں اور دیگر ہستیوں کی پوجا دراصل شیطان کی پوجا ہے کیونکہ شرک کی تمام راہیں شیطان ہی انسان کو سمجھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے در سے ہٹا کر دوسروں کے آستانوں اور چوکھٹوں پر جھکاتا ہے۔

آیات ۱۱۸ تا ۱۱۹

شیطان کے ناپاک عزائم

لَعْنَةُ اللَّهِ	لعنت کی ہے شیطان پر اللہ نے
وَقَالَ لَا تَخْذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۝۱۱۸	اور اُس نے کہا تھا (اے اللہ!) میں ضروروں کا تیرے بندوں میں سے ایک مقرر حصہ۔
وَلَا ضَلَّئَهُمْ	اور میں ضرور گمراہ کروں گا انہیں
وَلَا مُبِيِّنَهُمْ	اور میں ضرور جھوٹی امیدیں دلاؤں گا انہیں
وَلَا مُرْتَبَهُمْ	اور میں ضرور ترغیب دوں گا انہیں
فَلْيَبْتَئِكُنَّ اِذَا نَالَ النُّعَامُ	تو وہ ضرور چیریں گے چوپایوں کے کان
وَلَا مُرْتَبَهُمْ	اور میں ضرور ترغیب دوں گا انہیں
فَلْيُغَيِّرَنَّ خَلْقَ اللَّهِ	تو وہ ضرور بدلیں گے اللہ کی پیدا کی ہوئی صورت
وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِّنْ دُونِ اللَّهِ	اور جس نے بنایا شیطان کو دوست اللہ کو چھوڑ کر
فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِينًا ۝۱۱۹	تو نقصان اٹھایا اُس نے کھلا نقصان۔

ان آیات میں آگاہ کیا گیا کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے ان عزائم کا پختہ اظہار کیا تھا کہ میں تمام انسانوں کو گمراہ کروں گا۔ انہیں اللہ تعالیٰ کی بخشش کی جھوٹی امیدیں دلا کر گناہوں پر جری کروں گا۔ انہیں بتوں کے نام پر جانوروں کو وقف کرنے کی ترغیب دوں گا۔ وہ اس کی علامت کے طور پر جانوروں کے کان چیریں گے۔ انہیں اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدلنے کی پٹی پڑھاؤں گا۔ اس کی کئی صورتیں ہیں۔ پہلی یہ کہ مردوں میں زنا نہ لباس اور اطوار اپنانے کی خواہش اور عورتوں میں مردانہ وضع قطع اور روش اختیار کرنے کی چاہت۔ دوسری صورت ہے مردوں کا داڑھی منڈانا۔ تیسری صورت مخلوق سے وہ کام لینا جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا نہیں کیا جیسے ہم جنس پرستی۔ چوتھی صورت یہ کہ جس کام کے لیے اللہ تعالیٰ نے کسی مخلوق کو پیدا کیا ہے، اس سے وہ کام نہ لینا جیسے مردوں اور عورتوں کو بانجھ بنانا یعنی خاندانی منصوبہ بندی۔ یہ سب پٹیاں شیطان ہی پڑھاتا ہے۔ ایسے کام کرنا دراصل فطرت کے خلاف جنگ کرنا ہے جس کے نتائج ہمیشہ برے ہی نکلتے ہیں۔ فطرت کے خلاف جنگ میں بالآخر انسان ہی ناکام اور خسارے میں رہتا ہے۔

آیات ۲۰ تا ۲۲

شیطان کا وعدہ جھوٹا اور اللہ کا وعدہ سچا ہے

یَعِدُهُمْ وَيَبْئِيهِمْ	شیطان وعدہ کرتا ہے اُن سے اور امیدیں دلاتا ہے انہیں
وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا عُرْوًا ۝۲۰	اور وعدہ نہیں کرتا اُن سے شیطان مگر دھوکہ کا۔
أُولَٰئِكَ مَا لَهُمْ جَهَنَّمُ	یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے
وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا مَحِيصًا ۝۲۱	اور وہ نہیں پائیں گے جہنم سے بھاگنے کی کوئی جگہ۔
وَالَّذِينَ آمَنُوا	اور وہ لوگ جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ	اور انہوں نے عمل کیے اچھے

سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ	ہم عنقریب داخل کریں گے انہیں اُن باغات میں بہتی ہیں جن کے نیچے نہریں
خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا	وہ رہنے والے ہیں اُن میں ہمیشہ ہمیش
وَعَدَ اللَّهُ حَقًّا	اللہ کا وعدہ سچا ہے
وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا ﴿۱۲۶﴾	اور کون زیادہ سچا ہے اللہ سے قول میں۔

ان آیات میں خبر دار کیا گیا کہ شیطان کا سارا کاروبار ہی جھوٹے وعدوں اور امیدوں کے بل پر چلتا ہے۔ وہ انسان کو جب کسی غلط راستے کی طرف لے جانا چاہتا ہے تو اُسے سبز باغ دکھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت نمایاں کر کے اُسے گناہوں پر کاربند رکھتا ہے۔ کسی کو زندگی طویل ہے کا جھانسہ دے کر نیکیوں اور توبہ سے محروم کر دیتا ہے۔ کسی کو یہ بھروسہ دلاتا ہے کہ نہ اللہ ہے نہ آخرت، بس مر کر مٹی ہو جانا ہے۔ کسی کو یہ تسلی دیتا ہے کہ آخرت ہے بھی تو وہاں کی گرفت سے فلاں کے طفیل اور فلاں کے صدقے میں بچ نکلو گے۔ انسان کے دل میں بے جا آرزوئیں پیدا کرتا رہتا ہے جن سے انسان کی حرص میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ ایسی ہی آرزوؤں کی تکمیل کے لیے انسان کئی قسم کے گناہوں کا مرتکب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ موت اُسے اچانک آکر دبوچ لیتی ہے۔ غرض جو جس وعدے اور جس امید سے فریب کھا سکتا ہے، شیطان اُس کے سامنے وہی پیش کرتا ہے اور پھانس لیتا ہے۔ جس نے بھی شیطان کی راہ کی پیروی کی وہ اُس جہنم میں گرے گا جہاں سے نکل نہ سکے گا۔ اس کے برعکس جو لوگ شیطان کی چالوں کو ناکام بناتے ہوئے ایمان اور اعمالِ صالح کی راہ اختیار کریں گے اللہ تعالیٰ اُن سے ہمیشہ ہمیش کی جنت کی نعمتیں عطا کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔ اللہ کا وعدہ بالکل سچا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر سچا ہو بھی کون سکتا ہے؟

آیات ۲۳ تا ۲۴

خوش کن خواہشات کام نہ آئیں گی

لَيْسَ بِأَمَانِيكُمْ وَلَا أَمَانِي أَهْلِ الْكِتَابِ	(اے مسلمانو!) نہ تمہاری خواہشات سے کچھ ہوگا اور نہ اہل کتاب کی خواہشات سے
مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ ۖ	جو کرے گہرائی اُسے بدلہ دیا جائے گا اُس کا
وَلَا يَجِدْ لَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿٢٣﴾	اور وہ نہیں پائے گا اپنے لیے اللہ کے سوا کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔
وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ اُنْثَىٰ	اور جس نے عمل کیا اچھا خواہ وہ مرد ہو یا عورت
وَهُوَ مُؤْمِنٌ	اور وہ ہو مومن
فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ	تو یہ لوگ داخل ہوں گے جنت میں
وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا ﴿٢٤﴾	اور اُن پر ظلم نہیں کیا جائے گا ایک تل کے برابر۔

ان آیات میں عمل کے بجائے خوش کن خواہشات کے سہارے جنت کی امید رکھنے کی نفی کی گئی۔ اہل کتاب کی خوش کن خواہشات یہ تھیں کہ ہم اللہ کے چہیتے ہیں اور جنت صرف ہمارے لیے ہے (البقرة: ۱۱۰)۔ آج مسلمانوں کی بھی خام خیالی ہے کہ ے

خوار ہیں بدکار ہیں ڈوبے ہوئے ذلت میں ہیں

کچھ بھی ہیں مولا تیرے محبوب کی امت میں ہیں

روز قیامت نتائجِ عمل کی بنیاد پر سامنے آئیں گے۔ کسی انسان کو کسی دوسرے انسان کی مدد کا اختیار حاصل نہیں ہوگا۔ برے عمل کا برا نتیجہ اور ایمان و اخلاص کے ساتھ کیے گئے نیک عمل کا اچھا نتیجہ نکلے گا۔ مرد ہو یا عورت، کسی کے ساتھ معمولی سی بھی ناانصافی

نہیں ہوگی۔ البتہ اللہ تعالیٰ نیک بندوں کو اُن کی خطاؤں کی سزا دنیا ہی میں بیماریوں یا نقصانات کی صورت میں دے دیتا ہے تاکہ آخرت میں وہ جہنم کی ہولناکی سے مکمل طور پر محفوظ رہیں۔

آیات ۲۵ تا ۲۶

بہترین روش ملتِ ابراہیم کی پیروی ہے

وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ	اور کون اچھا ہے دین کے لحاظ سے اُس سے جس نے جھکا دیا اپنا چہرہ اللہ کے لیے
وَهُوَ مُحْسِنٌ	اور وہ نیک بھی ہے
وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا	اور اُس نے پیروی کی ابراہیمؑ کے راستے کی جو بالکل یکسو تھے
وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ﴿۲۵﴾	اور بنا لیا اللہ نے ابراہیمؑ کو دوست۔
وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ط	اور اللہ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے
وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا ﴿۲۶﴾	اور اللہ ہر چیز کا احاطہ کرنے والا ہے۔

۱۸
۱۵

ان آیات میں فرمایا کہ سب سے بہتر دین اُس کا ہے جو اپنا سر اللہ تعالیٰ کے احکامات کے سامنے جھکا دے، اخلاص کے ساتھ نیکیاں کرے اور حضرت ابراہیمؑ کے راستے کی پیروی کرے جو اللہ تعالیٰ کی بندگی میں بالکل یکسو تھے۔ انہوں نے اُس کے تمام احکامات کے سامنے برضا و رغبت اپنا سر تسلیم خم کر دیا تھا۔ یہ نہیں کیا کہ جو بات آسان یا نفس کو مرغوب تھی اُسے قبول کر لیا اور جو مشکل یا ناپسند تھی اُسے چھوڑ دیا، یا اُس کی حسبِ پسند تاویل کر کے اُسی کے مطابق عمل کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کئی آزمائشوں سے

گزارا۔ اُنہوں نے ہر آزمائش میں اُس کے احکامات اور رضا کو ترجیح دی۔ کسی مصلحت اور دباؤ کو خاطر میں نہ لائے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں "خلیل اللہ" یعنی اپنا دوست ہونے کا مرتبہ عطا فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہی کائنات کی ہر شے کا مالک ہے لہذا انسان کے لیے صحیح رویہ یہی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی پیروی کرتے ہوئے اُس کی بندگی و اطاعت پر جم جائے اور سرکشی چھوڑ دے۔ اگر انسان ایسا نہیں کرتا تو وہ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچ کر کہیں بھاگ نہیں سکتا۔ اُس کی قدرت اُسے ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔

آیات ۱۲۷ تا ۱۲۸

عورتوں اور یتیموں کے حقوق

وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ ط	اے نبی! وہ پوچھتے ہیں آپ سے عورتوں کے بارے میں
قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ ل	فرمائیے اللہ حکم دیتا ہے تمہیں اُن کے بارے میں
وَمَا يَتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ	اور جو تلاوت کیا گیا ہے تم پر کتاب میں سے
فِي يَتَىٰ النِّسَاءِ الَّتِي لَا تَوْلَوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ	وہ اُن یتیم لڑکیوں کے بارے میں ہے جنہیں تم نہیں دیتے وہ حق جو طے کیا جا چکا ہے اُن کے لیے
وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ	اور چاہتے ہو کہ نکاح کر لو اُن سے
وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْوِلْدَانِ ل	اور اُن کے بارے میں ہے جو نادار ہیں بچوں میں سے
وَأَنْ تَقُومُوا لِلْيَتَامَىٰ بِالْقِسْطِ ط	اور یہ کہ تم قائم رہو یتیموں کے لیے عدل پر

وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ	اور جو تم کرتے ہو بھلائی
فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا ﴿۱۲۷﴾	تو بے شک اللہ اُسے خوب جاننے والا ہے۔
وَإِنْ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا	اور اگر کوئی خاتون اندیشہ رکھے اپنے شوہر کی طرف سے زیادتی یا عدم توجہی کا
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا	تو کوئی حرج نہیں ہے اُن دونوں پر
أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ط	کہ وہ سمجھوتا کر لیں آپس میں صلح کا
وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ط	اور صلح بہتر ہے
وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ ط	اور رکھی گئی ہے نفسوں میں لالچ
وَإِنْ تَحْسَبُوا أَنَّكُمْ تَتَّقُوا	اور اگر تم حسن سلوک کرو اور بچو اللہ کی نافرمانی سے
فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿۱۲۸﴾	تو بے شک اللہ اُس سے جو تم کر رہے ہو خوب باخبر ہے۔

ان آیات میں خواتین اور یتیموں کے حقوق بیان کیے گئے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ ایسی روش مت اختیار کرو کہ تم یتیم لڑکیوں سے محض اس لیے نکاح کر لو کہ انہیں مہرنہ دویا اُن کی وراثت کے مال پر قبضہ کر لو کیونکہ کوئی اُن کی طرف سے پوچھنے والا نہیں ہے۔ اسی طرح یتیم بچوں سے بھی حسن سلوک کرو اور ناحق اُن کے مال نہ کھاؤ۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے "اے اللہ میں لوگوں کو دو ضعیفوں کے حق سے بہت ڈراتا ہوں (کہ ان میں کوتاہی مت کرنا) ایک یتیم اور دوسری عورت" (نسائی)۔ آیت ۱۲۸ میں مردوں کو بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب دی گئی۔ البتہ جو خاتون اپنے شوہر سے عدم توجہی محسوس کرے، اُسے تلقین کی گئی کہ وہ اپنے کچھ حقوق سے دستبردار ہو کر شوہر کو راضی کرنے کی کوشش کرے تاکہ گھر آباد رہے۔

آیات ۲۹ تا ۱۳۰

بیویوں کے درمیان عدل

اور تم ہر گز اختیار نہیں رکھتے کہ پورا عدل کر سکو بیویوں کے درمیان	وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ
اور خواہ تم خواہش بھی رکھتے ہو	وَلَوْ حَرَصْتُمْ
تو نہ مائل ہو جاؤ (ایک ہی کی طرف) پورے میلان کے ساتھ	فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمِيلِ
پس تم چھوڑ دو دوسری کو لٹکائی ہوئی کی طرح	فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ^ط
اور اگر تم اصلاح کرتے رہو (اپنے رویہ کی) اور بچتے رہو اللہ کی نافرمانی سے	وَأِنْ تَصْلِحُوا وَتَتَّقُوا
تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔	فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ^{۱۲۹}
اور اگر دونوں (میاں بیوی) جدا ہو جائیں	وَأِنْ يَتَفَرَّقَا
تو غنی کر دے گا اللہ دونوں کو اپنی وسعت سے	يُغْنِ اللَّهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهِ ^ط
اور اللہ بڑی وسعت والا، کمال حکمت والا ہے۔	وَكَانَ اللَّهُ وَاسِعًا حَكِيمًا ^{۱۳۰}

ان آیات میں مردوں کو آگاہ کیا گیا کہ تم باوجود خواہش کے بیویوں کے درمیان عدل نہیں کر سکتے۔ کسی کا حسن، اخلاق، سلیقہ، کم عمری یا مزاج تمہیں زیادہ مائل کر سکتا ہے۔ اس کے باوجود تمام اختیاری امور میں یکسانیت اختیار کرنے کی کوشش کرو تا کہ کوئی بیوی بھی خود کو بے شوہر والی نہ سمجھے۔ آیت ۱۲۹ سے بعض مغرب پرستوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ قرآن ایک طرف عدل کی شرط

کے ساتھ تعددِ ازواج کی اجازت دیتا ہے اور دوسری طرف عدل کو ناممکن قرار دے کر اس اجازت کو عملاً منسوخ کر دیتا ہے۔ درحقیقت ایسا نتیجہ نکالنے کے لیے اس آیت میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اگر صرف اتنا ہی کہا جاتا کہ تم بیویوں کے درمیان عدل نہیں کر سکتے تو یہ نتیجہ نکالا جاسکتا تھا، مگر یہ جو فرمایا گیا کہ ایک بیوی کی طرف بالکل نہ جھک پڑو تو اس فقرے نے کوئی موقع اس مطلب کے لیے باقی نہیں چھوڑا جو مغرب پرست اس آیت سے نکالنا چاہتے ہیں۔ البتہ اگر میاں بیوی میں بالکل بھی موافقت نہ ہو پارہی ہو اور حسن معاشرت کی کوئی صورت نظر نہ آرہی ہو تو پھر مناسب نہیں کہ ایک گھرانہ میں ہر وقت کشیدگی کی فضا قائم رہے اور وہ بے سکونی کا باعث بن رہے۔ اس صورت میں علیحدگی بہتر ہے۔ خواہ مرد طلاق دے دے یا عورت خلع لے لے۔ پھر دونوں کا اللہ تعالیٰ مالک ہے، وہ ان میں سے ہر اک کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔

آیات ۱۳۱ تا ۱۳۲

اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار نہ کرنا کفر ہے

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط	اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے
وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ	اور ہم نے وصیت کی تھی اُن کو جنہیں دی گئی تھی کتاب تم سے پہلے
وَاِیَّاكُمْ اَنْ تَتَّقُوْا اللّٰهَ ط	اور تمہیں بھی کہ بچو اللہ کی فرمانی سے
وَ اِنْ تَكْفُرُوْا	اور اگر تم نے کفر کیا
فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط	تو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے
وَ كَانَ اللّٰهُ غَنِیًّا حَمِیْدًا ﴿۱۳۱﴾	اور اللہ بے نیاز، سب خوبیوں والا ہے۔

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط	اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے
وَكَفٰی بِاللّٰهِ وَكِیْلًا ﴿۳۳﴾	اور کافی ہے اللہ کا ساز ہونا۔

ان آیات میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو اور اب مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو یعنی اُس کی نافرمانی نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم احکاماتِ شریعت پر مبنی آیات کی محض تلاوت ہی کو کافی سمجھو اور اسے حصولِ ثواب و برکت کا ذریعہ بنالو۔ بلاشبہ یہ تلاوت باعثِ ثواب و برکت ہے لیکن اصلاً احکاماتِ شریعت اس لیے دیے گئے کہ اُن پر عمل کرو اور اُنہیں نافذ کرو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو یہ کفر ہے اور جان لو اللہ تعالیٰ تمہارے تقویٰ اور نیکیوں کا محتاج نہیں ہے۔ حدیث مبارکہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے پچھلے، انسان اور جن سب کے سب، سب سے زیادہ متقی آدمی کے دل کی طرح ہو جائیں تو اس سے میری سلطنت میں کچھ اضافہ نہ ہوگا۔ اور اگر تمہارے اگلے پچھلے انسان اور جن سب کے سب، سب سے فاجر آدمی کے دل کی طرح ہو جائیں تو اس سے میری سلطنت میں کچھ بھی کمی واقع نہ ہوگی۔ اور اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور پچھلے انسان اور جن سب کے سب ایک میدان میں کھڑے ہو کر مجھ سے مانگیں اور میں ہر ایک کو اُس کی مطلوبہ چیز دے دوں تو جو کچھ میرے پاس ہے اُس میں کوئی کمی نہ آئے گی مگر اتنی جتنی سوئی کو سمندر میں ڈبونے سے آتی ہے" (مسلم)۔

آیت ۱۳۳

شریعت پر عمل کرو، ورنہ مٹا دیے جاؤ گے

اِنَّ یَّشَآئِدُہٗبُکُمْ اَیُّہَا النَّاسُ	اگر اللہ چاہے تو لے جائے تمہیں اے لوگو!
وَاٰتٍ بِاٰخِرِیْنَ ط	اور لے آئے دوسروں کو
وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی ذٰلِکَ قَدِیْرًا ﴿۳۴﴾	اور اللہ ایسا کرنے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

اس آیت میں ہمارے لیے ہلا دینے والا مضمون ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دعوت دے رہا ہے کہ ہم اُس کی عطا کردہ شریعت پر پوری روح کے ساتھ عمل کریں۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو اللہ تعالیٰ اس اعزاز سے ہمیں محروم کر دے گا۔ شریعت پر عمل کی یہ سعادت کسی اور قوم کو دے دے گا۔ اُس کے ہاتھ سے ہمیں پٹوا کر پیچھے دھکیل دے گا۔ ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تو اپنے احکامات پر عمل چاہتا ہے۔ لہذا جو لوگ بھی اللہ تعالیٰ کی اس مرضی کو پورا کرنے کے قابل ہوں گے وہ انہی کو آگے لے آئے گا۔ ہماری بھلائی اسی میں ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بن کر رہیں اور اُس کی مرضی کو جاری و ساری کرنے کے لیے تن، من، دھن لگادیں۔

آیت ۱۳۴

طے کر لو دنیا کے طلب گار ہو یا آخرت کے

مَنْ كَانَ يُرِيدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا	جو کوئی طلب گار ہوتا ہے دنیا کے بدلے کا
فَعِنْدَ اللَّهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ	تو اللہ کے پاس تو دنیا و آخرت دونوں کا بدلہ ہے
وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ﴿١٣٤﴾	اور اللہ سب کچھ سننے، والا سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

۱۳۴

اس آیت میں فرمایا کہ وہ بڑا ہی نا سمجھ ہے جو صرف دنیا کا طلب گار ہے۔ اللہ تعالیٰ تو دنیا و آخرت دونوں کی بھلائیاں عطا کرنے پر

قادر ہے۔ تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا

ورنہ گلشن میں علاجِ تنگی داماں بھی ہے

اگر انسان دنیا کے فائدے ہی چاہتا ہے اور دنیا میں ہی مگن ہو گیا ہے تو اُسے دنیا کے فائدے حاصل ہو جائیں گے۔ اگر وہ آخرت کی بھلائی بھی چاہتا ہے تو اُسے یقیناً آخرت میں اجر و ثواب ملے گا اور اُس کے علاوہ دنیا کے فائدوں میں سے بھی جو کچھ اُس کے مقدر میں ہے مل کر رہے گا۔ لہذا انسان کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت دونوں کی بھلائیوں کا سوال کرتا رہے:

رَبَّنَا اتِّتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

"اے ہمارے رب! ہمیں عطا فرما دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھی بھلائی اور ہمیں بچالے آگ کے عذاب سے۔" آمین!

آیت ۱۳۵

عدل کے علمبردار بن کر کھڑے ہو جاؤ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
كُونُوا قَوْمِينَ بِالْإِصْطِ	ہو جاؤ قائم کرنے والے عدل کے
شُهَدَاءَ لِلَّهِ	گواہ بن کر اللہ کے لیے
وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدِينَ وَالْأَقْرَبِينَ ۚ	خواہ یہ گواہی خلاف ہو تمہارے یا والدین کے یا قرابت داروں کے
إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا	اگر کوئی مالدار ہو یا فقیر
فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا ۖ	پس اللہ زیادہ خیر خواہ ہے اُن دونوں کا
فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ أَنْ تَعْدِلُوا	تو پیروی مت کرو خواہشات کی کہ تم عدل نہ کرو
وَأِنْ تَلَوْا	اور اگر تم ہیر پھیر کرو بات میں
أَوْ تُعْرِضُوا	یا حق سے رُخ پھیر لو
فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿١٣٥﴾	تو بے شک اللہ اُس سے جو تم کر رہے ہو خوب باخبر ہے۔

اس آیت میں اہل ایمان کو حکم دیا گیا کہ عدل کے قائم کرنے والے بن کر کھڑے ہو جاؤ۔ یہی اللہ تعالیٰ کی شانِ عدل کی گواہی ہے۔ عدل کرتے ہوئے یا گواہی دیتے ہوئے یہ نہ دیکھو کہ اس کا نقصان کس کو پہنچ رہا ہے۔ تمہاری گواہی محض اللہ تعالیٰ کے لیے ہونی چاہیے۔ کسی کی رورعایت، کوئی ذاتی مفاد یا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی خوشنودی پیشِ نظر نہ ہو۔ کوئی قربت دار ہو یا غیر، غنی ہو یا فقیر اللہ تعالیٰ اس کا زیادہ خیر خواہ ہے۔ تم اسے فائدہ پہنچانے کے لیے عدل کے منافی روش اختیار نہ کرو۔ اگر تم نے یہ حرکت کی تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہر عمل سے باخبر ہے۔ اس آیت میں صرف یہ حکم نہیں دیا گیا کہ عدل کی روش پر چلو، بلکہ یہ فرمایا کہ عدل کے علمبردار بن جاؤ۔ تمہارا کام صرف عدل کرنا ہی نہیں ہے بلکہ عدل کا جھنڈا لے کر اٹھنا ہے۔ تمہیں اس بات پر کمر بستہ ہونا ہے کہ ظلم مٹے اور اس کی جگہ عدل قائم ہو۔ عدل کو اپنے قیام کے لیے جس سہارے کی ضرورت ہے، مومن ہونے کی حیثیت سے تمہارا مقام یہ ہے کہ وہ سہارا تم بنو۔ گویا اس آیت کی رُو سے معاشرے سے ظلم و زیادتی کو ختم کرنا اور ایک عادلانہ نظام کے قیام کے لیے جدوجہد کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

آیت ۱۳۶

مسلمانو! دل سے ایمان لاؤ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر	آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ
اور اس کتاب پر جو اس نے نازل کی اپنے رسول پر	وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ
اور ان کتابوں پر جو اس نے نازل کیں پہلے	وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ط
اور جس نے کفر کیا اللہ کا	وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ
اور اس کے فرشتوں کا	وَمَلَائِكَتِهِ

وَكُتُبِهِ	اور اُس کی کتابوں کا
وَرُسُلِهِ	اور اُس کے رسولوں کا
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ	اور آخرت کے دن کا
فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿۱۳۶﴾	تو یقیناً وہ جا پڑا بہت دور کی گمراہی میں۔

اس آیت میں ایسے مسلمانوں کو جو زبان سے ایمان کا اقرار کرتے ہیں 'ایمانِ حقیقی یعنی دل والا ایمان لانے کی دعوت دی جا رہی ہے۔ ارشاد ہوا کہ دل سے ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ، اُس کے رسول ﷺ اور تمام آسمانی کتابوں پر۔ کلمہ طیبہ پڑھنے سے ہمیں قانونی ایمان حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہمارا دل بھی نورِ ایمان سے منور ہو جائے۔ دل میں ایمان پیدا ہوتا ہے نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنے، سلف صالحین کی سیرت کے مطالعہ، آیاتِ آفاقی، آیاتِ انفسی اور آیاتِ قرآنی پر غور کرنے سے۔ بقول مولانا ظفر علی خان ے

ایمان نہیں وہ جنس جسے 'لے آئیں دکانِ فلسفہ سے
ڈھونڈے سے ملے گی عاقل کو 'یہ قرآن کے سیپاروں میں

آیات ۱۳۷ تا ۱۳۸

ایمان اور کفر کے درمیان باطنی کشمکش

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا	بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے
ثُمَّ كَفَرُوا	پھر انہوں نے کفر کیا
ثُمَّ آمَنُوا	پھر وہ ایمان لائے

ثُمَّ كَفَرُوا	پھر انہوں نے کفر کیا
ثُمَّ اِزْدَادُوا كُفْرًا	پھر وہ بڑھ گئے کفر میں
لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيُغْفِرَ لَهُمْ	نہیں ہے اللہ کہ بخش دے انہیں
وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا ۝۱۳۹	اور نہ ہی یہ کہ ہدایت دے انہیں سیدھی راہ کی۔
بَشِيرِ الْمُنْفِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝۱۴۰	اے نبی! بشارت دیجئے منافقین کو کہ اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔

ان آیات میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ مسلمان کے باطن میں ایمان اور کفر کی ایک کشمکش ہمیشہ جاری رہتی ہے۔ ضمیر دنیاداری پر ملامت کرتا ہے تو ایمانی کیفیت بڑھتی ہے اور انسان نیکی پر کاربند ہوتا ہے۔ پھر نفس کا حملہ ہوتا ہے اور انسان ایمانی کیفیت کی کمی سے دوچار ہو کر دنیاداری اور گناہوں میں ملوث ہو جاتا ہے۔ بقول شاعر ے

ایمان مجھے روکے ہے جو کھینچے ہے مجھے کفر

کعبہ میرے پیچھے ہے اُکلیسا میرے آگے

البتہ جو لوگ اس کشمکش میں قلبی ایمان سے دور ہوتے ہوئے باطنی کفر کی طرف بڑھتے چلے جاتے ہیں وہ بد نصیب منافق بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہر گز نہیں بخشے گا اور وہ دردناک عذاب سے دوچار ہوں گے۔

آیت ۱۳۹

کافروں سے دوستی کرنے والے منافق ہیں

إِنَّ الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ط	منافقین وہ ہیں جو بناتے ہیں کافروں کو دوست مومنوں کو چھوڑ کر
---	---

اَيَّبْتَغُونَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ	کیا وہ تلاش کرتے ہیں اُن کے پاس عزت؟
فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا ۝۱۳۹	تو بے شک عزت تو اللہ کے لیے ہے سب کی سب۔

اس آیت میں خبردار کیا گیا کہ مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بنانا منافقت کی واضح علامت ہے۔ منافقین کافروں سے دوستی اس لیے کرتے ہیں تاکہ ان ظاہری شان و شوکت رکھنے والوں سے تعلقات قائم کر کے عزت حاصل کریں۔ نتیجہ اس کے بالکل برعکس ہوتا ہے۔ منافقین مسلمانوں کی نظروں سے بھی گر جاتے ہیں اور کافروں کی نظروں میں بھی ذلیل ہی رہتے ہیں۔ کافر جانتے ہیں کہ جو اپنوں کا وفادار نہ ہو وہ ہمارا کیا وفادار ہوگا۔ جو شخص ہر حال میں ایک ہی گروہ سے منسلک رہے وہ دشمن کی نظروں میں بھی قابل اعتماد ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عزت دینے والا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ منافقین اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے اُس کے دشمنوں سے دوستی کر رہے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے عزت پاسکیں گے؟

آیت ۱۴۰

شعائرِ دین کی توہین مت برداشت کرو

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ	اور یقیناً نازل کر چکا ہے اللہ تم پر کتاب میں (یہ حکم)
اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیَاتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا	کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیات (کے بارے میں) کہ انکار کیا جا رہا ہے اُن کا
وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا	اور مذاق اڑایا جا رہا ہے اُن کا
فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ	تو مت بیٹھو اُن (مذاق اڑانے والوں) کے ساتھ
حَتّٰی يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۝	یہاں تک کہ وہ مشغول ہو جائیں کسی دوسری بات میں
اِنَّكُمْ اِذَا مَثَلْتُمْ	بے شک تم اُس وقت اُن جیسے ہو جاؤ گے

بے شک اللہ جمع کرنے والا ہے منافقوں اور کافروں کو جہنم میں ایک ساتھ۔	إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا ﴿۴۰﴾
--	---

اس آیت میں سورہ انعام آیت ۶۸ کے حوالے سے فرمایا گیا کہ یہ حکم پہلے دیا جا چکا ہے کہ اگر کسی مجلس میں اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا جا رہا ہو یا ان کا مذاق اڑایا جا رہا ہو تو غیرت ایمانی کا تقاضا ہے کہ اُس مجلس کا احتجاجاً بائیکاٹ کر دیا جائے۔ بقول جگر مراد آبادی

ے

تیرے عشق کی کرامت یہ نہیں تو اور کیا ہے؟

میرے پاس سے نہ گزرا کبھی بے ادب زمانہ

جس مجلس میں کوئی گناہ ہو رہا ہو اُسے روکنے کی کوشش کی جائے۔ اگر روکنا ممکن نہ ہو تو پھر اظہارِ ناراضگی کرتے ہوئے وہاں سے اُٹھ جانا چاہیے۔ جو ایسی مجلس میں بیٹھا رہے گا وہ بھی رفتہ رفتہ اُن مجلس والوں کی طرح ہو جائے گا۔ اگر کسی محفل میں آیاتِ الہی کے خلاف کفریہ گفتگو ہو رہی ہو، اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کا مذاق اڑانے والی گستاخیاں کی جا رہی ہوں اور ایک مسلمان سکون سے یہ سب سنتا رہے تو پھر اُس میں اور گستاخیاں کرنے والوں میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ ایسا بے حمیت مسلمان درحقیقت منافق ہے اور اللہ تعالیٰ ان منافقین کو کافروں کے ساتھ جہنم میں ڈال دے گا۔

آیت ۱۴۱

منافقین کی مفاد پرستی

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ بِكُمُ	منافقین انتظار میں ہیں تمہارے بارے میں
فَإِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِنَ اللَّهِ	پس اگر تمہارے حق میں ہو فتح اللہ کی طرف سے
قَالُوا أَلَمْ نَكُنْ مَعَكُمْ ۖ	کہتے ہیں کہ کیا ہم نہیں تھے تمہارے ساتھ

وَإِنْ كَانَ لِلْكَافِرِينَ نَصِيبٌ	اور اگر ہو کافروں کے لیے کوئی حصہ
قَالُوا أَلَمْ نَسْتَحِذْ عَلَيْكُمْ	کہتے ہیں کیا ہم نے گھیر نہ لیا تھا تمہیں
وَنَمْنَعُكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ^ط	اور ہم نے بچایا نہیں تھا تمہیں مومنوں سے
فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ^ط	تو اللہ فیصلہ کرے گا تمہارے درمیان روز قیامت
وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا ^ع	اور ہر گز نہیں دے گا اللہ کافروں کو مومنوں پر کوئی (غلبہ کی) راہ۔

ع

اس آیت میں دو نبوی کے منافقین کا حال بیان کیا گیا ہے۔ اگر مسلمانوں کو فتح نصیب ہو تو مالِ غنیمت میں سے حصہ لینے کی غرض سے کہتے تھے کہ ہم بھی تو تمہارے ساتھی ہیں لہذا ہمیں بھی حصہ ملنا چاہیے۔ اگر کافروں کو فتح ہو تو ان سے کہتے تھے کہ یہ تمہارے ساتھ ہماری ہمدردیوں کا ہی نتیجہ ہے کہ تمہیں فتح حاصل ہوئی ہے۔ اگر ہم مسلمانوں کا پھر پور ساتھ دیتے تو فتح پانا تو درکنار مسلمان تمہیں تباہ کر دیتے۔ لہذا فتح کے ثمرات میں ہمیں بھی شریک کرو۔ اس طرح وہ بیک وقت کافروں اور مومنوں سے بنا کر رکھنا چاہتے تھے تاکہ جہاں سے فائدہ حاصل ہو سکے لے لیا جائے۔ منافقین کا یہ طبقہ آج بھی موجود ہے۔ ان کا اصول جھوٹ اور مکر و فریب ہوتا ہے اور مقصد صرف مفاد اپنا حاصل کرنا ہوتا ہے۔ ایسے لوگ بس ہوا کا رخ دیکھتے رہتے ہیں۔ جدھر سے مفاد حاصل ہونے کی توقع ہو فوراً دھر لڑھک جاتے ہیں۔ نام کا مسلمان ہونے کی حیثیت سے جو فائدے حاصل کیے جاسکتے ہیں حاصل کر لیتے ہیں۔ کافروں سے فوائد حاصل کرنے کے لیے انہیں یقین دلاتے ہیں کہ ہم کوئی متعصب مسلمان نہیں ہیں۔ نام کا تعلق مسلمانوں سے ضرور ہے مگر ہماری دلچسپیاں اور وفاداریاں تمہارے ساتھ ہیں۔ فکر و تہذیب کے لحاظ سے ہر طرح کی موافقت تمہارے ساتھ ہے۔ کفر و اسلام کی کشمکش میں ہمارا وزن جب پڑے گا تمہارے ہی پلڑے میں پڑے گا۔ آیت کے آخر

میں مومنوں کو تسلی دی گئی کہ کافر اور منافق جتنی بھی سازشیں کر لیں آخر کار اللہ تعالیٰ کا دین ہی تمام ادیان پر غالب ہو کر رہے گا۔ ایسی صورت ناممکن ہے کہ کافر مسلمانوں پر غالب آجائیں۔

آیات ۴۲ تا ۴۳

منافق کسی کے ساتھ مخلص نہیں ہوتا

بے شک منافق دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں اللہ کو	إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ
اور اللہ (اُن کے) دھوکے کا جواب دینے والا ہے انہیں	وَهُوَ خَادِعُهُمْ
اور جب وہ کھڑے ہوتے ہیں نماز کے لیے، کھڑے ہوتے ہیں بڑی کاہلی سے	وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كَسَالَىٰ ۖ
دکھاتے ہیں لوگوں کو	يُرَآءُونَ النَّاسَ
اور یاد نہیں کرتے اللہ کو مگر بہت کم۔	وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا ۝۴۲
گو لگو کا شکار ہیں کفر اور ایمان کے درمیان	مُذَبْذَبِينَ بَيْنَ ذَلِكَ
نہ مسلمانوں کی طرف ہیں نہ کافروں کی طرف	لَا إِلَىٰ هَؤُلَاءِ وَلَا إِلَىٰ هَؤُلَاءِ ۖ
اور جسے اللہ ہی گمراہ کر دے تم اُس کے لئے کوئی راہ نہیں پاؤ گے۔	وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَكُنْ تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا ۝۴۳

ان آیات میں آگاہ کیا گیا کہ منافقین اپنی باتوں اور بے روح اعمال کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ انہیں اس روش کا عبرتناک بدلہ دے گا۔ اپنے آپ کو مسلمان ثابت کرنے کے لیے دل پر جبر کر کے مسجدوں میں نماز ادا

کرنے آتے ہیں۔ نماز میں خشوع و خضوع نام کو نہیں ہوتا۔ دلوں میں مکاریوں اور مفادات کے حصول کے خیالات ہوتے ہیں۔ اُن کی تمام حرکات و سکنات اور کاہلی سے واضح ہو جاتا ہے کہ اُنہیں نہ نماز کی اہمیت کا احساس ہے، نہ اللہ تعالیٰ سے کچھ محبت ہے اور نہ ہی اُس کے ذکر سے کوئی رغبت ہے۔ وہ مسجدوں میں آتے ہیں تو محض حاضری لگوانے کے لیے اور نماز پڑھتے ہیں تو صرف دکھانے کے لیے۔ وہ صرف اپنی ذات اور اپنے مفادات کے ساتھ مخلص ہیں، نہ مسلمانوں کے خیر خواہ ہیں اور نہ کافروں کے دوست۔ دور نبوی میں منافقین مجبوراً ہی سہی، بیچ وقتہ نماز باجماعت ادا کرتے تھے۔ آج مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد اُن منافقین سے بھی گئی گزری ہے کیونکہ یہ سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتی۔

آیت ۱۴۴

مومنوں کے مقابلہ میں کافروں کو دوست مت بناؤ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ط	نہ بناؤ کافروں کو دوست مومنوں کو چھوڑ کر
أَتُرِيدُونَ أَنْ تَجْعَلُوا لِلَّهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا مُبِينًا ۝۱۴۴	کیا تم چاہتے ہو کہ دے دو اللہ کو اپنے خلاف ایک کھلی دلیل۔

اس آیت میں تاکید حکم دیا گیا کہ مومنوں کے مقابلہ میں کافروں کو دوست نہ بنایا جائے۔ جس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے برخلاف یہ حرکت کی تو گویا اُس نے خود ہی اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا کا مستحق بنادیا۔ اس حکم کا تعلق افراد سے بھی ہے اور حکومت سے بھی۔ جس طرح ایک شخص کو کسی غیر مسلم سے دوستی کرنے میں نقصان کا اندیشہ ہے، اسی طرح کوئی مسلمان حکومت بھی غیر مسلموں سے دوستی کے روابط قائم کرے گی نقصان ہی اٹھائے گی۔ ماضی میں کئی مثالیں موجود ہیں کہ ذاتی

مفادات کی خاطر مسلمان حاکموں یا حکومت کے خواہشمند غداروں نے کافر ریاستوں سے دوستی کی اور مسلمان ریاستوں کو اس دوستی کا عبرتناک خمیازہ بھگتنا پڑا۔ یہ دنیا کی سزا تھی۔ ایسے مفاد پرستوں کے لیے آخرت میں بھی شدید عذاب کی وعید ہے۔

آیات ۱۲۵ تا ۱۳۷

منافقین جہنم کے سب سے نچلے گڑھے میں ہوں گے

بے شک منافق جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے	إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ
تم ہر گز نہ پاؤ گے اُن کے لیے کوئی مددگار۔	وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا ۝۱۲۵
سوائے اُن کے جنہوں نے توبہ کی	إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا
اور اپنی اصلاح کی	وَأَصْلَحُوا
اور چمٹ گئے اللہ کے ساتھ	وَأَعْتَصَمُوا بِاللَّهِ
اور خالص کر لیا اپنے دین کو اللہ کے لیے	وَأَخْلَصُوا دِينَهُمْ لِلَّهِ
تو ایسے لوگ مومنوں کے ساتھ ہیں	فَأُولَٰئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ۝۱۲۶
اور عنقریب دے گا اللہ مومنوں کو شاندار بدلہ۔	وَسَوْفَ يُؤْتِي اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ۝۱۲۷
کیا کرے گا اللہ تمہیں عذاب دے کر	مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ
اگر تم شکر کرو اور ایمان لے آؤ	إِنْ شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ ۝۱۲۸
اور اللہ بڑا قدر دان، سب کچھ جاننے والا ہے۔	وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا ۝۱۲۹

ان آیات میں خبردار کیا گیا کہ منافقین کا انجام کفار سے بھی بدتر ہوگا اور وہ جہنم کے نچلے ترین گڑھے میں ہوں گے۔ بہتر ہے کہ توبہ کر لیں اپنی روش کی اصلاح کر لیں اللہ تعالیٰ سے چٹ جائیں اور اپنا دین خالص کر لیں اُس کے لیے۔ اللہ تعالیٰ سے چٹنے سے مراد ہے اُس کی رسی قرآن سے چٹنا یعنی قرآن کے حوالے سے اپنی ذمہ داریاں ادا کرنا۔ اپنے دین کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کی وفاداریاں اُس کے سوا کسی اور سے وابستہ نہ ہوں۔ اپنی ساری دلچسپیوں اور محبتوں اور عقیدتوں کو وہ اُس کی جناب میں نذر کر دے۔ کسی چیز کے ساتھ بھی دل کا ایسا لگاؤ باقی نہ رہے کہ اُس کی رضا کے لیے اُسے قربان نہ کیا جاسکتا ہو۔ آخر میں ارشاد ہوا کہ ذرا غور تو کرو! اللہ تعالیٰ کو تمہیں عذاب دے کر کیا ملے گا؟ بہتر ہے کہ تم اُس پر خلوص دل سے ایمان لے آؤ اور اُس کا شکر ادا کرو۔ تم اُسے بہترین قدر دان پاؤ گے۔
